ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)   شمارہ:4   فروری 2009ء   صفر1430ھ

- ماہ صفر اور بدشگونی کی حقیقت
- بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوارہ
- دعوتِ دین اور داعیانِ اسلام

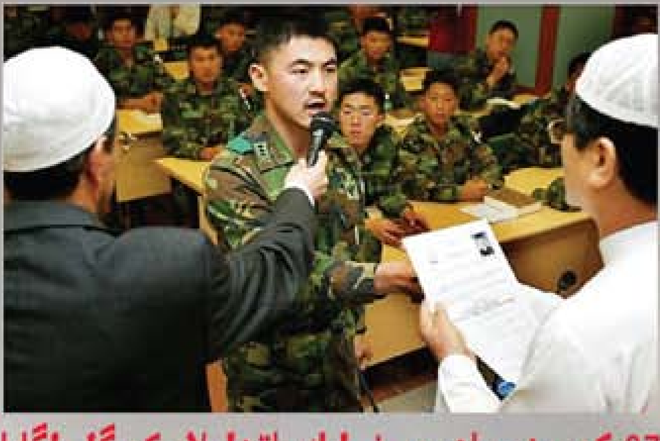

37 کورین سپاہیوں نے ایک ساتھ اسلام کو گلے لگایا

دورِ حاضر میں مطالعۂ سیرت کی اہمیت وافادیت

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

ماہنامہ مصباح

شمارہ:4 فروری 2009ء صفر1430ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری، شیخ عبدالسلام عمری
مجاہد خان عمری، محمد عزیز الرحمن
محمد شاہنواز محمدی، شیخ حبیب الرحمن جامعی

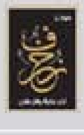

گرافک ڈیزائن
نوشاد زین العابدین

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

رابطہ کا پتہ
ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

6

9

ماہ صفر اور بدشگونی کی حقیقت

اس شمارے میں

2 تجلیات — دشمن کی عیاری بھی دیکھ
3 صدائے عرش — یہود کی روش نہ اپناؤ
3 آئینۂ رسالت — بار امانت
4 دیارِ غیر میں — تارکین وطن کے نام
5 ایمانیات — ایمان کی علامت اور اس کا ثمرہ
6 ہدایت کی کرنیں — پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے
7 دعوت وحکمت — دعوتِ دین اور داعیانِ اسلام
8 اصلاح معاشرہ — ماہ صفر اور بدشگونی کی حقیقت
10 سیرت کے البم سے — دورِ حاضر میں مطالعۂ سیرت کی اہمیت وافادیت
12 آفاقی پیام — بلند زور دروں سے ہوا ہے فوارہ
14 لمحۂ فکریہ — بھوک: سب سے بڑی بیماری
15 گوشۂ خواتین — وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
16 فقہ وفتاوی — آپ کے مسائل کا حل
17 نکہتِ گل
18 خبر ونظر — عالم اسلام کی خبریں
19 باغیچۂ اطفال
20 رودادِ چمن — ipc کے شب وروز
21 بزمِ ادب — غزلیں

❖ كلمة العدد (انتبه! العدو أمامك ...) ❖ ..كمثل الحمار ❖ لادين لمن لا أمانة له ❖ رسالة إلى الوافد (كيف يعيش الوافد في الكويت ؟) ❖ ثمرات الإيمان ❖ أنوارالهداية ❖ الدعوة والدعاة إلى الله تعالى ❖ شهرصفر وحقيقة الطيرة ❖ أهمية دراسة السيرة النبوية في العصرالراهن ❖ الرسالة العالمية ❖ الجوع: أم الأمراض ❖ المرأة الصالحة: مربية الأجيال ❖ الفتاوى الشرعية ❖ أوراق ذهبية ❖ أخبار العالم الإسلامي ❖ واحة الأطفال ❖ أنشطة اللجنة ❖ ساحة الشعروالأدب.

کوئی صلاح الدین ایوبی نہ پیدا ہوجائے......

باپ: (بیٹے سے) ذرا تیز قدم بڑھاؤ بیٹے! کہیں ہم یہود سپاہیوں کے گھیرے میں نہ آجائیں۔ شاباش۔ اور تیز اور تیز۔

بیٹا: (سہمے ہوئے) ابو! کیا وہ ہمیں مار تو نہیں دیں گے!

باپ: (مایوس آواز میں) ڈرو نہیں بیٹے! اللہ بڑا کارساز ہے! وہ ہمیں ضرور بچائے گا بیٹے! ضرور بچائے گا۔

(اتنے میں گولیاں چلنے کی آواز...... پھر چیخیں پھر قریب سے سپاہیوں کے بھاری جوتوں کی آواز دھپ، دھپ دھپ، دھپ)

بیٹا: (ایک جانب اشارہ کر کے) ابو! وہ دیکھئے سپاہی...... ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں ہیں۔

باپ: (بیٹے کا ہاتھ تھام کر) چلو! اس دیوار کی آڑ میں ہوجائیں، جلدی! کہیں ان کی نظر ہم پر نہ پڑ جائے۔

(یہود انہیں دیکھ لیتے ہیں، ان کی مشین گنیں گولیاں اگلنے لگتی ہیں تڑ تڑ اڑ اڑ ا...... اور گولیاں دیوار کو چھید کرتی ہوئی باپ بیٹے کے سروں پر سے گزر جاتی ہیں)

باپ: (سفید کپڑا لہراتے ہوئے دیوار سے سر ابھار کر) خدارا! ہم پر گولی نہ چلاؤ، ہماری تم سے التجا ہے، ہمیں نہ مارو، ہمیں جینے دو۔ ہم نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا ہے۔ ہم تو بے گناہ دیہاتی ہیں۔ (سپاہیوں کے چہروں پر زہریلی مسکراہٹ ہے...... کرختگی ہے مگر کوئی کچھ نہیں کہتا)

بیٹا: (باپ سے) ابو! مجھے ڈر لگتا ہے! یہ ہمیں نہیں چھوڑیں گے، ہمیں مار دیں گے۔

(باپ اپنے بیٹے کو باہوں میں لے لیتا ہے، سناٹے میں بیٹے کے رونے کی آواز جھنجھناہٹ کی طرح گونجتی ہے)

باپ: (سپاہیوں سے) ہماری التجا ہے تم سے، ہمیں جانے دو۔ دیکھتے نہیں؟ ہم بالکل نہتے ہیں، ہمارے ہاتھوں میں پتھر بھی نہیں ہیں، ہم تمہارا کیا مقابلہ کریں گے؟ (جواب میں ایک یہودی بندوق کے ٹرائیگر دبا دیتا ہے ...... بیٹے کی کربناک چیخ ...... پھر ایک مہیب سناٹا...... باپ کی گود میں معصوم بیٹے کی لاش۔ سینے سے گرم گرم خون کا فوارہ)

باپ: (روتے ہوئے یہودیوں سے مخاطب ہوکر) تم لوگوں نے میرے بیٹے کو مار دیا! میرا آنگن سونا کر دیا کیا بگاڑا تھا تمہارا اس معصوم نے؟ معصوموں کا خون بہا کر تمہیں ملتا کیا ہے؟ بولو! چپ کیوں ہو تم لوگ؟ مجھ بوڑھے کو مار دیتے اور اس معصوم کو چھوڑ دیتے!

(پہلی بار ایک سپاہی زبان کھولتا ہے)

ایک سپاہی: (کرخت آواز سے) سچ کہا تم نے! تم جیسے بوڑھوں کے قتل سے ہمارا کوئی فائدہ نہیں' تم جیسے بزدل ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، مگر تمہاری یہ نئی نسل بڑی جیالی ہے، بڑی بہادر...... پتھروں سے، غلیلوں سے ہمارا مقابلہ کرنے لگے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ان میں سے **کوئی صلاح الدین ایوبی نہ پیدا ہوجائے**......

(بشکریہ ماہنامہ ''راہ اعتدال، انڈیا:
مولانا ظفر الحق شاکر عمری)

مجاہد خان عمری (کویت)

یہود کی روش نہ اپناؤ

﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ (آل عمران)

ترجمہ : ''جن لوگوں کو تورات کا حامل بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اُن کی مثال اس گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اس سے بھی زیادہ بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ تعالی کی آیات کو جھٹلا دیا ہے، ایسے ظالموں کو اللہ تعالی ہدایت نہیں دیا کرتا۔ ان سے کہو جو یہودی بن گئے ہو اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے اس زعم میں سچے ہو''۔

تشریح: ان آیتوں میں قوم یہود کی کمزوریوں، شرارتوں اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کا ذکر کیا گیا ہے، یہ قوم کبھی اللہ کے الطاف وعنایات سے مالا مال تھی لیکن جب انبیائی مشن سے دور ہو گئی۔ حق کے بجائے باطل، محبت کے بجائے نفرت اور خدمت خلق کے بجائے ظلم وبربریت پر اتر آئی تو اللہ تعالی نے انہیں ان کے منصب سے ہٹا دیا اور دنیا کی نظر میں ذلیل وخوار بنا کر رکھ دیا۔ جب اُن پر اللہ کا عذاب آتا تو مارے مارے پھرتے، سر چھپانے تک کے لیے کوئی گھر نہ ہوتا۔ ان میں سے اکثر کو اللہ تعالی نے خنزیر اور بندر کی شکل دے دی۔

ان آیات میں یہود کی تین کمزوریاں حاملانِ قرآن (مسلمانوں) کے لیے عبرت کا سامان ہیں۔ یہ تین کمزوریاں حاملانِ توراۃ کو جس طرح اللہ کے عذاب کا مستحق بنا دی تھیں اسی طرح حاملانِ قرآن کو بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتیں۔

(۱) حامل توراۃ: یہود توراۃ کے حامل تھے۔ لیکن خود عمل کیا نہ دوسروں کو اس کی طرف دعوت دی۔ ذمہ داری سے راہِ فرار اختیار کیا تو عذاب الٰہی کے شکار ہوئے۔ مسلمان حاملانِ قرآن ہیں، وہ اگر اُس کی تعلیمات پر عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اُس کی طرف دعوت دیں گے تو ہی اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ بلکہ اللہ اُن کی نصرت فرمائے گا اور دنیا کی ساری اقوام سے انہیں بچائے گا ''اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے'' (الحجر ۹۵) نیز دنیا میں انہیں سر بلندی عطا فرمائے گا ''تم ہی سربلند رہو گے اگر تم سچے مومن بن جاؤ'' (آل عمران ۱۳۹)

(۲) تکذیب آیات: یہود توراۃ کو اللہ کا کلام اور پیغام ماننے کے باوجود اکثر معاملات میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں اپنی مرضی کو ترجیح دیتے تھے جسکے باعث سزا کے مستحق ٹھہرے۔ مسلمان بھی قرآن مجید کو اللہ کا کلام مانتے ہیں اور اُس کے احترام میں کوئی کمی نہیں کرتے لیکن قرآن کو پا کر بھی بعض مسلمان شرک کی آلائشوں میں لت پت ہیں اور ان کی اکثریت نے وضعی قوانین کو اپنا دستور العمل بنا رکھا ہے حالانکہ قرآن مجید نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ آخر خالق کے نظام سے مخلوق کا نظام بہتر کیسے ہو سکتا ہے؟ آج جب تک ہم قرآن کو اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کا رہنما اور رہبر نہ بنالیں اللہ کی مدد نہیں آسکتی۔

(۳) موت کا ڈر: یہود آخرت پر ایمان رکھتے تھے مگر دنیا کی محبت میں اسقدر غرق ہو گئے کہ انسانیت کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی امتِ مسلمہ کے متعلق اسی کمزوری کا اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ جب دنیا کی محبت اور موت کا ڈر امتِ مسلمہ میں پیدا ہو جائے گا تو پھر اس کرۂ ارضی پر ان کا کوئی مقام نہ ہوگا۔ ان کی حیثیت ہوا کے تنکے کی ہو کر رہ جائے گی۔ سارے اقوام ان پر بھوکے کتے کی طرح ٹوٹ پڑیں گے۔

ان آیتوں میں ہمارے لیے دعوت فکر وعمل ہے کہ ہم سچے حامل قرآن بنیں، قرآنی تعلیمات کو اپنائیں اور اسکے پیغام کو پیاسی دنیا کے سامنے نسخۂ کیمیا کے طور پر پیش کریں۔ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی زندگی کو ترجیح دیں اللہ کی رحمت ضرور جوش میں آئے گی۔

حبیب الرحمٰن جامعی (کویت)

بارِ امانت

قَالَ أَنَسٌ ﷺ مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا قَالَ : لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ (رواه أحمد في مسنده)

ترجمہ : حضرت انس ﷺ کا بیان ہے کہ جب کبھی اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا کہا: ''اس کا ایمان نہیں جس کے اندر امانت کی پاسداری نہیں اور اس کا دین نہیں جس کے اندر عہد کی پابندی کا احساس نہیں''۔ (احمد)

تشریح :

امانت ''امن'' سے مشتق ہے جس کے معنی بے خوفی کے ہیں اور چونکہ ایک انسان حقوق انسانی اور حقوق الٰہی کی ادائیگی کے بعد بے خوف ہو کر امن وحفاظت میں آجاتا ہے اس لیے ایسی صفت اختیار کرنے والے کو امانت دار اور اس ادائیگی کی صفت کو امانتداری کہتے ہیں اور جس کا جتنا اور جس قسم کا حق ہو پوری حفاظت اور دیانت سے ادا کردینے کو ''امانت'' کہتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ کسی کی کوئی چیز تمہارے پاس رکھی گئی ہے تو اس کے مانگنے یا بغیر مانگے اس کی چیز اس کو جوں کا توں دے دینا امانت ہے۔

امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے اس میں اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق دونوں شامل ہیں امانت میں یہ بات داخل ہے کہ ہر چیز کو اس کی مناسب اور لائق جگہ پر رکھا جائے اور جو قانون اللہ تعالی نے بنایا ہے اور اسکی پابندی کا حکم دیا ہے اس کی پاسداری کی جائے۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ پورے ارکان وشروط کے ساتھ ادا کرنا امانت ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی امانت ہے۔ امانت کا یہی بار انسان نے خوشی بخوشی اپنے سر پر لاد لیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''بے شک ہم نے اپنی امانت آسمانوں پر، زمین پر، اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھا لیا وہ بے شک بڑا ہی ظالم، نادان تھا''۔ (احزاب:۷۲)

مذکورہ آیت میں امانت سے مراد وہ احکام شرعیہ اور فرائض وواجبات ہیں جنکی ادائیگی پر ثواب اور ان سے اعراض وانکار پر عذاب ہوگا۔

نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''اللہ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ''۔ (نساء:۵۸) اس آیت کا حکم عام ہے جسکے مخاطب عوام اور حکام دونوں ہیں، دونوں کو تاکید ہے کہ امانتیں انہیں پہنچاؤ جو امانتوں کے اہل ہیں۔ اس میں ایک تو وہ امانتیں شامل ہیں جو کسی نہ کسی کے پاس رکھوائی ہوں، ان میں خیانت نہ کی جائے بلکہ عند الطلب بحفاظت لوٹا دی جائیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''بغیر امانتداری کے ایمانداری نہیں اور بغیر طہارت کے نماز نہیں'' (طبرانی) ایمانداری اور امانتداری دونوں ایک ہی چیز ہیں جو امانتدار ہے وہی ایماندار ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا ''جس نے تمہیں امانت رکھنے کو دی ہے اسے اسکی امانت دے دو اور جو تیری خیانت کرے تم اسکی خیانت نہ کرو''۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دوسری قسم کی امانتیں عہدے اور مناصب ہیں جنہیں ایسے لوگوں کے حوالے کرنا چاہیے جو اس کے واقعی اہل ہوں محض قرابت داری یا کسی ذاتی مفاد کی بنیاد پر عہدہ ومنصب دینا امانت کے خلاف ہے۔ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''قیامت کب آئے گی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو'' اس نے پوچھا: ''امانت کیسے ضائع ہوگی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب معاملہ غیر اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (بخاری)

دشمن کی عیاری بھی دیکھ

پچھلے دنوں غزہ میں اسرائیلی بربریت کا جوننگا ناچ ناچا گیا اور جس طرح مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی یہ اسرائیل کے اسلام دشمنی کی زندہ مثال ہے۔ اسرائیلی ٹینکوں، بموں اور میزائیلوں کی موسلا دھار بارش نے تقریباً تیرہ ہزار مسلمانوں کو شہید کردیا ہے اور پانچ ہزار سے زائد زخمیوں کو کراہنے پر مجبور کیا ہے۔ ان بیواؤں، یتیموں اور مظلوموں کی آہ و بکا کے ذکر سے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں، دل پھٹنے لگتا ہے اور جگر قاش قاش ہوا جاتا ہے۔

لیکن اسرائیلی دہشت گردی کا یہ سانحہ کوئی نیا نہیں ہے، اسرائیل کا ۶۰ سالہ دور اقتدار گواہ ہے کہ اس نے ہر موڑ پر انسانی حقوق کو پامال کیا ہے بلکہ ہمیں کہنے دیا جائے کہ یہود کی تاریخ روز اول سے بے وفائی، غداری اور فریب کاری سے پُر ہے۔ پوری انسانی تاریخ میں شاید ایسی قوم پیدا نہ ہوئی ہو جس نے اللہ کی بے پناہ نعمتوں کو پانے کے باوجود مسلسل بدعہدی، ضد اور ہٹ دھرمی کی راہ اپنائی ہو چنانچہ ان پر اللہ تعالیٰ کے عبرتناک کوڑے برسے، بھانت بھانت کی آفتیں آئیں، مغضوب وملعون ٹھہرے اور کتنے جانوروں کی شکل میں بدل دیئے گئے۔ پھر ہر دور میں زمانے کے ہٹلر نے ان پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ جنہیں سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دردر کی ٹھوکریں کھائی، پھر بھی ان کی شرست نہ بدلی۔

مرور ایام کے ساتھ جب اسلام کا آفتاب یثرب کی وادی میں طلوع ہوا تو یہود گویا اسی دن سے ہاتھ دھو کر اسلام کے پیچھے پڑ گئے، آپ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کو توڑا، مسلمانوں کی اذیت کا باعث بنے، اسلام کے شاداب پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے مختلف قبائل کو اکسا کر آپ کے خلاف میدان جنگ میں اُتارا، جب انکے پیروں سے زمین کھسکتی نظر آئی تو عبداللہ بن سبا اور اس کے ہم مشرب لوگوں نے نفاق کا لبادہ اوڑھ لیا تا کہ اندر سے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا جائے؛ جمل وصفین کے معرکے، حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کی شہادت اور اسلام میں مختلف فرقوں کا ظہور' یہ سب یہودی ذہنیت ہی کا شاخسانہ ہے۔

شیطان کے بعد منظم پلاننگ، منصوبہ بندی اور عیاری کے ساتھ کام کرنے والی قوم اگر دنیا میں ہے تو وہ ''قوم یہود'' ہے، انکے عزائم ہمیشہ جواں رہتے ہیں، ان کا خواب ہے پوری دنیا کو اپنے تابع اور مسخر کرنا، جس کی صراحت انہوں نے سن ۱۸۹۷ء میں سوئزرلینڈ میں منعقدہ یہودی عالمی کانفرنس کے دستاویز بنام ''صہیونی حکماء کے سیاسی پروٹوکول'' میں واضح انداز میں کی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ یہودیت کے نبض شناس سیدنا عمر بن خطابؓ نے جب فتح بیت المقدس کے بعد اہل ایلیا سے معاہدے کے شرائط طے کی تھی تو ان میں ایک شرط یہ رکھی تھی کہ بیت المقدس میں نصرانیوں کے ساتھ کوئی یہودی رہائش اختیار نہیں کرے گا۔

یہ شرط خلیفۂ ثانی کی دور اندیشی اور دانشمندی پر مبنی تھی کہ مبادا یہود اپنی شاطرانہ چال کے ذریعہ اس سرزمین کو سیاسی بازیگری کا آلۂ کار بنالے۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی تک ایک یہودی بھی فلسطین میں نہ تھا، سن ۱۲۶۷ء میں پہلی بار دو یہودی آئے، اس کے بعد سے ہی فلسطین میں یہودیوں کی آمد شروع ہوگئی اور ہم غفلت و بے حسی کی چادر تانے سوئے رہے۔ پھر جب سن ۱۸۸۷ء میں فلسطین پر قبضہ کرنے کے مقصد سے ''صہیونی تحریک'' تشکیل دی گئی تو یہود کے سرمایہ داروں نے اس تحریک کی پشت پناہی کی، مکار یہودیوں نے منہ مانگی قیمتیں دے کر مسلمانوں کی زمینیں خریدی، محلات بنائے، یہودیوں سے ارض فلسطین کی طرف ہجرت کرنے کی التجا کی گئی بالآخر جب زمین زرخیز ہوگئی تو اسرائیل نے ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء میں مسلمانوں سے غصب کی ہوئی زمین پر صہیونی ریاست کی داغ بیل ڈال دی۔ جس نے نہ جانے اب تک کتنے بچوں کو یتیم بنایا ہے، کتنی بیویوں کو رانڈ کیا ہے، کتنی دوشیزاؤں کے سہاگ لوٹے ہیں اور کتنی ماؤں کی ممتا کا خون کیا ہے لیکن اسرائیل کی یہ بربریت محض ایک وسیلہ ہے، منزل نہیں۔ منزل تو وہ ہے جس کا ذکر اسرائیلی پارلیامنٹ کی عمارت کی پیشانی پر کیا گیا ہے ''اے اسرائیل تیری حدیں نیل سے فرات تک ہیں'' جی ہاں! اسرائیل کا نصب العین پوری دنیا کو اپنے زیرنگیں کرنا ہے، لیکن اس کے عزائم میں مصر سے لے کر شام اور مدینہ منورہ سمیت حجاز سرفہرست ہیں جس کی شروعات مسجد اقصیٰ کے انہدام اور اس میں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی پالیسی سے ہے۔ اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے مختلف تیاریاں کی جا چکی ہیں اب صرف وقت کا انتظار ہے۔

بیت المقدس عام مساجد کے جیسے نہیں بلکہ اس سے ہمارا ایمان اور عقیدے کا تعلق ہے، اس سے ہمیں ویسی ہی محبت ہونی چاہیے جیسی محبت حرمین شریفین سے ہے کیونکہ یہ روئے زمین پر بنائی جانے والی دوسری مسجد ہے، مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، جہاں سے حضور پاک ﷺ کو معراج کرایا گیا تھا، جس میں ایک نماز ادا کرنے سے دوسو پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے، جس سرزمین کو بابرکت قرار دیا گیا ہے، اور جس میں دجال کا داخلہ ممنوع ہے۔ اگر یہ پاک مسجد ہمارے ہاتھ سے چلی گئی تو امت مسلمہ کا ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ غزہ کے شہداء جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لیے سرزمین فلسطین کو لالہ زار بنایا ہے وہ اپنے رب کے انعامات سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے' اس میں ہمیں غم واندوہ کا احساس اس قدر نہیں ہے جس قدر اس وقت ہوگا جب مسجد اقصیٰ ہمارے ہاتھ سے چھن جائے گی۔

لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ دشمن کی تدابیر جس قدر بھی منظم اور مربوط ہوں' رات کے بعد دن اور تاریکی کے بعد روشنی کا آنا یقینی ہے لہٰذا شب دیجور سے ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں۔ شاید وہ وقت قریب ہے کہ حضور پاک ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمان' یہودیوں کا صفایا کر دیں گے، یہاں تک کہ ایک یہودی اگر کسی پتھر اور درخت کی اوٹ میں روپوش ہوکر پناہ لینا چاہے گا تو پتھر اور درخت گویا ہوگا: ''اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آؤ اور اسے قتل کردو۔ سوائے غرقد کے درخت کے (وہ نہیں بولے گا) کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (مسلم)

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دینی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاریں، گناہوں سے پرہیز کریں، اپنی نئی نسل کی دینی تربیت کریں، انکے اندر اولوالعزمی اور بلند حوصلگی پیدا کریں تا کہ وہ صلاح الدین ایوبی کا نمونہ بن سکیں۔ رہے نام اللہ کا

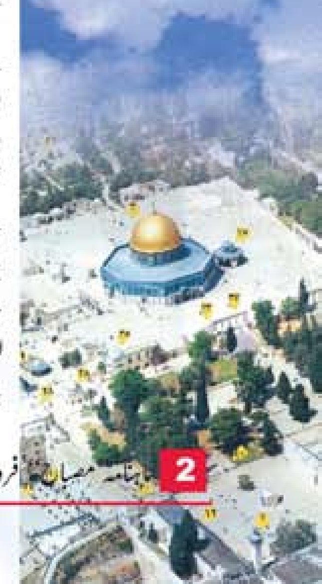

ابرار کلیم قاسمی (کویت)

ایمان کی علامت اور اس کا ثمرہ

ایک مسلمان اللہ تعالی، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، انبیاء ورسل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرتا ہے، جس کا مال نصاب کو پہنچ جائے وہ زکاۃ ادا کرتا ہے، رمضان میں روزہ رکھتا ہے اور جب اس کے پاس حج کے وسائل مہیا ہوجائیں تو زندگی میں ایک مرتبہ حج کرتا ہے۔

اسے پورا یقین ہوتا ہے کہ سب سے اچھا راستہ رسولوں کا بتایا ہوا راستہ ہے، اور ہمارے آئیڈیل اور نمونہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، ہمیشہ سچ بولتا ہے، کبھی خطرہ لاحق ہو تب بھی دوسروں سے جھوٹ نہیں بولتا، وفادار ہوتا ہے بدعہدی نہیں کرتا، امانت کا پاس ولحاظ رکھتا ہے خیانت نہیں کرتا، بہادر اور پُرعزم ہوتا ہے بُزدل نہیں ہوتا، صابر وشاکر ہوتا ہے، بے صبر اور ناشکرا نہیں ہوتا، محض اللہ تعالی پر بھروسہ کرتا ہے، غیر اللہ سے تعلق نہیں باندھتا، نرم مزاج اور بردبار ہوتا ہے، زود غضب نہیں ہوتا اور جب کسی پر غصہ ہوجائے تو اُسے فوراً معاف کردیتا اور معافی مانگ لیتا ہے۔ مسلمان اپنے بھائی کے لیے آئینہ ہوتا ہے، غیبت، چغلخوری، تجسس، بدگمانی، بغض وحسد اور ظلم وزیادتی سے کوسوں دور رہتا ہے۔

حدیث میں لفظ ایمان:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات حدیث کی شکل میں ہمارے پاس پہونچیں، حدیث میں لفظ ایمان اکثر بہ شمول ایمان بہت سارے گوشے کا احاطہ کیے ہوتا ہے اور بسا اوقات صرف اعمال کے لیے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، سب سے عظیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور سب سے ادنی درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا ہے“۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے“ (بخاری مسلم)۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

”وہ سچا مسلم نہیں ہے جو پیٹ بھر کے کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے“ (حاکم)۔

حدیث میں ہے کہ ”جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی تعظیم کرے“ (بخاری، مسلم)۔ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی اس کی ایک شاخ ہے۔

ایمان کی حفاظت

یقین اللہ تعالی کا ایک قیمتی تحفہ ہے اللہ تعالی کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں اس بیش بہا دولت سے نوازا لہذا مزید نماز اور قرآن کی تلاوت کے ذریعہ اس کو مستحکم کریں، گناہوں سے بچیں، گناہ ایمان کو کمزور کردیتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب ایک آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا دھبہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ نہیں کرتا ہے تو یہ دھبہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل کو گھیر لیتا ہے“۔ (ترمذی)

ایمان کا ثمرہ:

لوگ اکثر اس طرح کے سوالات کرتے ہیں کہ: میں کون ہوں؟ ہم اس دنیا میں کیوں آئے ہیں؟ مرنے کے بعد ہمارا کیا حشر ہوگا؟ قرآن پاک میں ان تمام سوالوں کے جوابات مذکور ہیں، قرآن ایک صاف وشفاف آئینہ ہے، انسان اور مذاہب اپنے حقیقی چہرے کا اس میں مطالعہ کرسکتے ہیں۔ انسان بخوبی واقف ہے کہ اللہ نے اس کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، قیامت کے دن پر ایمان لانے کی وجہ سے اس کا ایک جواب خود حل ہوجاتا ہے کہ مرنے کے بعد ہمیں کن کن مراحل سے گزرنا ہوگا؟ ایمان کے ذریعہ انسان خدا کی طرف راغب اور مائل ہوتا ہے، اس کے ذریعہ وہ سچا اور ایماندار بن جاتا ہے، وہ بہادر اور دلیر ہوجاتا ہے، ایمان کی وجہ سے اس کے دل میں یہ عقیدہ بیٹھ جاتا ہے کہ اللہ تعالی ہی نے اسے اور ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے، وہی سب کا مالک ومربی ہے اور کائنات کا نظام چلا رہا ہے، وہ علام الغیوب ہے، ہر ڈھکی چھپی چیز کا علم رکھتا ہے، قادر مطلق ہے، اول بھی وہی اور آخر بھی وہی ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ انسان کی دعاؤں کو تن تنہا سنتا اور قبول کرتا ہے، اسی کے ہاتھ میں سارے خزانے کی کنجی ہے، یہ عقیدہ دل میں راسخ ہوتے ہی وہ اللہ تعالی سے ڈرنے لگتا ہے، اسی سے امیدیں باندھنے لگتا ہے۔ اسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنے لگتا ہے۔ اس طرح اُسے یقین کامل حاصل ہوجاتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے وہی ہوگا جو نہ چاہے وہ نہیں ہوسکتا، اگر پوری دنیا ایک جگہ اکٹھا ہوجائے اور کسی کو کوئی نفع پہونچانا چاہے تو صرف اتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے، اور پوری دنیا اکٹھا ہوکر کسی کو نقصان پہونچانا چاہے تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔

تصحیح فرمالیں

جنوری کے شمارہ میں ”آئینۂ رسالت“ کالم کے اندر ایک عربی شعر غلط چھپ گیا تھا اس کی تصحیح فرمالیں، اصل شعر اس طرح ہے

جراحات السنان لها التئام
ولا يلتئم ماجرح اللسان

ادارہ اس غلطی پر قارئین سے معذرت خواہ ہے

صفات عالم محمد زبیر تیمی (کویت)

تارکین وطن کے نام

آپ نے رزق حلال کی طلب میں اپنے محبوب وطن کو خیر باد کیا ہے اور ایسے ملک میں تشریف لائے ہیں جہاں کی تہذیب وثقافت الگ ہے، جہاں کے اصول وقوانین مختلف ہیں، جہاں مختلف ملکوں، تہذیبوں اور زبانوں کا گہوارہ پایا جاتا ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ سارے لوگ آپ کے معیار پر پورا اُتریں اور آپ کی ہر فکر سے ہم آہنگ ہوں، لہذا ہر ایک سے معاملہ کرتے وقت انکے مزاج وطبائع، ملکی خصائص اور طبعی رجحانات کو سامنے رکھیں۔ دیارِ غیر کے اصول وقوانین کا پاس ولحاظ کریں اور ایسے کاموں اور پیشوں سے بالکل دور رہیں جو حکومت کے آئین کے خلاف ہوں اور آپ قانونی گرفت میں آسکتے ہوں۔

رہائش گاہ اور ہمنشیں

آپ ترک وطن کی زندگی گزار رہے ہیں جہاں آپ کو امن وراحت کی سانس لینے کے لیے مامون رہائش گاہ کی ضرورت ہے۔ آپ کی رہائش گاہ ایسی ہونی چاہیے جس میں رہنے والے نیک اور صالح ہوں، حسن اخلاق کے پیکر ہوں، جنہیں آپ مساجد میں پائیں گے، دینی مجالس میں پائیں گے، چہرے کی نورانیت سے پہچانیں گے' اس کے برعکس اگر آپ نے ایسی رہائش گاہ اختیار کی جہاں لوگ بُرائیوں کے رسیا ہیں تو شدہ شدہ آپ بھی انکے ماحول میں ڈھل جائیں گے اور آپ کو اس کا شعور بھی نہ ہوگا کیونکہ انسانی زندگی پر صحبت کے نہایت گہرے اثرات پڑتے ہیں نیک لوگوں کی صحبت سے انسان نیک بنتا ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت سے بُرا بنتا ہے۔ اسی حقیقت کو اللہ کے رسول ﷺ نے یوں بیان کیا ہے "انسان اپنے دوست کے طریقوں پر ہوتا ہے اس لیے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے" (ترمذی)

ایک دوسری جگہ اللہ کے رسول ﷺ نے اچھے اور بُرے دوست کی کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل میں یوں بیان کیا ہے:

"اچھے اور بُرے ہم نشیں کی مثال عطر فروش اور لوہار کی بھٹی کی سی ہے اگر عطر فروش کی صحبت اختیار کروگے تو وہ تمہیں کوئی عطر تحفۃً دے سکتا ہے یا پھر تم خود ہی اس سے کوئی عطر خرید سکتے ہو، یا پھر کم از کم وہاں کی عمدہ خوشبو سے تو ضرور محظوظ ہوگے اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تم اُس سے ناخوشگوار بُو پاؤگے" (بخاری ومسلم)

دیکھا آپ نے...... کتنے اچھوتے انداز اور عمدہ پیرائے میں اللہ کے رسول ﷺ نے نیک وبد دوست کی تمثیل بیان کی ہے۔ نیک اور صالح ہم نشیں کو عطر فروش سے تشبیہ دی گئی کیونکہ نیک دوست یا تو وہ چیز سکھاتا ہے جو دین ودنیا دونوں کے لیے سود مند ہوتی ہے یا نصیحت وخیر خواہی سے نوازتا ہے، یا کسی گناہ سے ڈراتا ہے، یا اطاعت کی ترغیب دیتا ہے، اگر کچھ بھی نہیں تو اس کی ہمنشینی بُرائیوں اور معاصی کے ارتکاب سے ضرور روک دیتی ہے جبکہ بُرے دوست کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی گئی کیونکہ بُرا دوست یا تو معاصی کا آلۂ کار بنا دیتا ہے یا نیکیوں کی راہ میں مزاحم بنتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے دوستی کا معیار ایمان وتقوی قرار دیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"تم مومن ہی کو دوست بناؤ اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھائے"۔ (ترمذی)

لہذا آپ کو ایسے نیک دوست کی تلاش کرنی چاہیے جو دیارِ غیر میں آپکے احساس اجنبیت کو دور کر سکے، اہل خانہ سے جدائی کا متبادل بنے، خیر کی طرف راغب کرے اور شر سے دور رکھے۔

میرے پاس ایک صاحب آتے ہیں جو وطن سے آئے تھے تو دین سے اُن کا کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ بے شمار بُرائیوں میں لت پت تھے لیکن یہاں آنے کے بعد نیک ساتھیوں کی صحبت ملی تو ماشاء اللہ ابھی پنج وقتہ نمازوں کے پابند ہیں، دینی غیرت وحمیت رکھتے ہیں اور دعوت وتبلیغ میں ہمہ تن سرگرم رہتے ہیں۔

ایک سروے کے مطابق ہمارے ہاں ipc میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کی اکثریت ایسے اشخاص کی ہوتی ہے جو حسن اخلاق اور نیک برتاؤ سے متاثر ہو کر اسلام کو گلے لگاتے ہیں۔ آئے دن ایسی پاکیزہ طبیعتیں اپنے ساتھ کسی غیر مسلم کو لے کر آتی ہیں اور جب یہ شخص کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے رب کا ہو رہا ہوتا ہے اور اُسے حیات نو مل رہی ہوتی ہے تو اس وقت ہمارے ساتھی کی دلی کیفیت دیکھنے کو بنتی ہے، کتنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتے ہیں۔

جی ہاں! اسی کو کہا جاتا ہے خوشی کے آنسو' جس کا منظر دیکھنا ہے تو آپ بنفس نفیس ipc کی کسی شاخ میں جا کر دیکھ سکتے ہیں' ظاہر ہے یہ صحبت صالح ہی کا ثمرہ اور اسکی برکت ہے کہ تن مردہ کو زندگی مل جاتی اور ہدایت نصیب ہوتی ہے اس کے برعکس صحبت بد کے نتیجہ میں ایک شخص بسا اوقات

مجرموں کی صف میں لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ ہم ہفتہ میں ایک بار کویت کے مرکزی جیل کا دورہ کرتے ہیں جہاں کچھ لوگ ایسے بھی ملتے ہیں جو مجرم نہیں تھے تاہم مجرموں کے ساتھ رہائش پزیر تھے بالآخر تفتیش میں پھنس گئے اور آج سالوں سے بیوی بچوں سے دور جیل کی کوٹھریوں میں سزا بھگت رہے ہیں۔ ایسے لوگ اپنا درد دل سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ بھئی میں نے تو غلطی نہیں کی تھی' آخر مجھے یرغمال کیوں بنایا گیا......!؟

ایسے لوگوں کی غلطی محض یہ ہے کہ انہوں نے بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کی حالانکہ اگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ نشست وبرخاست نہ کرتے تو ہرگز ایسی نوبت نہ آتی۔ لہذا ہم سب کے لیے اس میں درس ہے، عبرت ہے، نصیحت ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور بُرے لوگوں کی صحبت سے بال بال پرہیز کریں۔

اگر آپ کفیل کے گھر میں ہیں

اگر آپ کفیل کے گھر میں ہیں تو مندرجہ ذیل چند امور کا خیال رکھیں

☆ ممکنہ حد تک کفیل کے اوامر کی اطاعت کریں، کویتی معاشرہ کے عادات وروایات کا پاس ولحاظ رکھیں، مرد وزن کے اختلاط اور بُرے ساتھیوں کے ساتھ نشست وبرخاست سے بالکلیہ احتراز کریں۔

☆ بڑوں کا احترام کریں، چھوٹوں کے ساتھ محبت سے پیش آئیں، مہمانوں کی آمد پر اُن کا پُرتپاک استقبال کریں اور چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ کھلا رکھیں۔

☆ گھر کے جملہ املاک کی حفاظت کریں اور انہیں استعمال کرنے سے پہلے افراد خانہ سے اجازت حاصل کرلیں۔

☆ گھر میں جب اہل خانہ تنہا ہوں یا انکے آرام کرنے کا وقت ہو تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے دروازے پر دستک دینا نہ بھولیں۔ نظریں چُرا کر اندرون خانہ جھانکنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے گو کہ دروازے کھلے ہوں۔

☆ کسی بھی شخص کو گھر میں داخل ہونے کی قطعاً اجازت نہ دیں الا یہ کہ اہل خانہ موجود ہوں اور وقت مناسب ہو۔

تحریر: ڈاکٹر ابو الحیات اشرف
تلخیص: ادارہ

دعوت اور داعیانِ اسلام

دعوت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بُلانے کے ہیں کوئی شخص کسی کو اپنے گھر کھانا کھانے کے لیے بُلاوا بھیجتا ہے تو اُسے بھی دعوت کہتے ہیں ۔مگر دینی اصطلاح میں ''دعوت'' کا مفہوم صرف بُلانا نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی ''نیکی کی طرف بُلانے'' ہیں۔اسی لیے داعی اس شخص کو کہتے ہیں جو نیکی اور حق کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

نبوت کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے۔لیکن اللہ کے بندوں کو ہدایت کا راستہ دکھانے کا کام چلتا رہے گا ۔ یہ کام ہر زمانے میں امت مسلمہ انفرادی واجتماعی طور پر انجام دیتی رہی ہے۔دعوت وہدایت کا کام اس امت کی ذمہ داری بھی ہے اور اس کا فرض منصبی بھی ہے۔ اس امت کا ہر فرد اپنی جگہ پر داعی ہے اور انبیاء کرام کا وارث بھی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی اخروی زندگی اور روحانی امراض سے شفایابی کی طرف پوری طرح توجہ دے۔ نیکی کی طرف دعوت ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ یہ اسلام کی برکت ہے کہ نیکی کی طرف بلانے کا فریضہ صرف اسی دین کی خصوصیت ہے۔ اسلام کے سوا جس قدر مذاہب عالم ہیں ان میں ''نیکی کی طرف دعوت دینے'' کا ثبوت نہیں پایا جاتا۔نہ ان مذاہب کے صحائف اور نوشتہ تحریروں میں اور نہ ہی ان رہنماؤں کے ارشادات میں۔ مثال کے طور پر یہودی صرف نسلاً بعد نسلٍ ہی ہو سکتا ہے۔دوسرے مذہب کا کوئی شخص اپنا مذہب چھوڑ کر یہودی نہیں بن سکتا۔ ہندوازم نے کبھی اپنے مذہب کو تبلیغی نہیں بنایا۔ بودھ ازم بھی کبھی تبلیغی مذہب نہیں رہا۔ عیسائیت بھی تبلیغی مذہب نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں ''میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (متی ۱۵، باب ۲۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ شاگردوں نے اسرائیلی بستیوں کے باہر جا کر کبھی تبلیغ نہیں کی ۔ اس مذہب کی اشاعت کا آغاز ۱۹ویں صدی سے زور شور سے ہوا۔اس کے برخلاف اسلام ہمیشہ سے تبلیغی مذہب رہا ہے۔

امت مسلمہ ''نیکی کی طرف بلانے والی'' ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (فصلت: ۳۳) ''اوراس شخص کی بات سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے۔ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا **بلغوا عنی ولو آیة** ''لوگوں کو میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو''۔

دعوت دین ''لسان قوم'' میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ (سورہ ابراھیم: ۴) اس آیت سے یہ بات عیاں ہے کہ دعوت دین مخاطب کی اپنی زبان میں دی جانی چاہیے' اس سے دعوتی مقاصد کے لیے دیگر زبانوں کے سیکھنے کا واضح اشارہ ملتا ہے۔حدیث نبوی سے بھی زبانوں کے سیکھنے کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے سکریٹری وکاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس زبان میں یہودیوں سے خط وکتابت کرتے تھے۔

دعوتی نقطہ نگاہ سے دوسروں کی زبانیں سیکھنا ایک مستحسن قدم ہے۔اسلام مسلمانوں کی جاگیر نہیں ہے بلکہ یہ تمام بنی نوع انسان کے لیے ہے۔اس لیے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو ان تمام قوموں تک ان کی اپنی بولی اور لکھی جانے والی زبانوں میں پہنچائیں جہاں اب تک نہیں پہنچ سکی ہیں۔ یہ اسلام کا حق ہے' اس لیے کہ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا اطاعت شعار بندہ بنانے کے لیے آیا ہے۔

دعوت کے تین طریقے ہو سکتے ہیں:

۱۔اپنی سیرت وکردار کے ذریعہ ۲۔عوامی تقریر کے ذریعہ اور ۳۔لٹریچر کے ذریعہ

اگرچہ اسلام میں ہر مسلمان داعی ہے۔لیکن کچھ لوگوں کو خصوصی طور پر اس فرض کی ادائیگی کے لیے منتخب کیا جاتا ہے جو اپنی علمی صلاحیت، ذہانت اور اس فن کے واقف کار ہونے کی حیثیت سے اس کام کے اہل قرار پاتے ہیں۔

بہر حال! اگر آپ داعی ہیں یا دعوت کی ذمہ داریاں ادا کرنا چاہتے ہیں تو' آپ کے اندر مندرجہ ذیل خوبیاں ہونی چاہئیں' جس کا فارمولہ ''بے نام بادام'' ہے۔

داعیانہ اخلاق

۱	ب	بلوغ	آپ جذباتی اور ذہنی طور پر بالغ ہوں
۲	ی	یکسانیت	آپکے قول وفعل میں یکسانیت ہو
۳	ن	نیک نیت	آپ نیک نیت ہوں
۴	ا	بااخلاق	آپ بااخلاق ہوں
۵	م	متشرع	آپ متشرع ہوں
۶	م	متحرک	آپ متحرک ہوں اور قوت محرکہ کے مالک ہوں
۷	ا	اظہار افکار	آپکے اندر اظہار افکار وخیالات کی صلاحیت ہو
۸	د	دسترس	آپکو عنوان یا موضوع پر کامل دسترس حاصل ہو
۹	ا	انہماک	آپکے اندر دعوت کے لیے بے خودی کی حد تک انہماک ہو
۱۰	م	مقصد	آپ اپنے مقاصد واہداف سے واقف ہوں

محمد ﷺ سیرت وکردار کے اعتبار سے تاریخ انسانی کی تمام شخصیات میں بلند تھے، پیدائش سے نبوت تک کا پورا دور اخلاقی لحاظ سے اتنا ممتاز تھا کہ آپ کو لوگ سچا اور امانت دار (الصادق، الأمین) کہہ کر پکارتے۔ آپکی پوری زندگی اخلاق وکردار کے اعتبار سے بحث ونزاع کا موضوع نہیں بنی۔ آں حضرت ﷺ کی یہی سیرت، قول وفعل میں مطابقت ویکسانیت اور صبر وشکر کی خوبیاں مسلم دعاۃ سے مطلوب ہیں۔

تربیت:

تربیت محنت ومشقت اور تھکن کا نام ہے۔ اس کی تکمیل لمبے مراحل کے بعد ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا'' (شمس ۹) اپنی دعوت کو موثر بنانے کے لیے دعاۃ کو چاہیے کہ تزکیہ نفس کا پورا پورا اہتمام کرے تا کہ دعوت' مخاطب کے دل پر اثر انداز ہو سکے ورنہ دماغ اکثر مضبوط دلائل کو بھی مسترد کر دیتا ہے اور شیطان ایک دلیل کے جواب میں دوسری دلیل پیش کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ قبول اسلام کا زیادہ تعلق دل سے ہے۔ داعی کو مدعو کی نفسیات، حالات، اور علمی استعداد کی روشنی میں جاننا چاہیے کہ وہ کونسا اسلوب ہے جس سے دل کو مسخر کیا جا سکتا ہے۔ (جاری)

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

37 کورین سپاہیوں نے ایک ساتھ اسلام کو گلے لگایا

"میں مسلمان ہو چکا ہوں، میں نے جان لیا ہے کہ دیگر مذاہب کے درمیان اسلام ہی انسانیت کا دھرم اور امن کا ضامن دین ہے...... میرا یقین ہے کہ ہم سکون کے متلاشیوں کو مقامی مسلمان باشندوں سے تعلقات استوار کر لینا کافی ہے"

وہ کورین سپاہی بڑے ہی جذباتی انداز میں اپنے تاثرات کو الفاظ کی شکل دے رہا تھا...... آج مورخہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۹ء جمعہ کا مبارک دن ہے...... سورج...... آج ان سپاہیوں کے لیے "ہدایت کی کرنیں" لے کر نمودار ہوا تھا جو شمال عراق کے کردی شہر "اربل" میں تعینات تھے۔

وہ کل ۳۷ افراد تھے...... سبھی نے فوجی لباس پہن رکھا تھا...... مگر ان کا مارچ کسی فوجی کیمپ کی طرف نہیں تھا بلکہ "زیتون یونٹ" کے اسپیشل فورس کا گیارہواں بریگیڈ اپنے لیفٹیننٹ کی قیادت میں ہنم ڈونگ میں واقع مسجد کی طرف قدم بڑھا رہا تھا...... ان کے چہروں پر یقین واعتماد جھلک رہا تھا...... اپنی زندگیوں کو ایک نیا رُخ دینے کا انہوں نے فیصلہ کیا ہوا تھا...... اسلامی روایات کے مطابق جب یہ فوجی قافلہ باوضو ہو کر مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو دنیا اس بات کا نظارہ کر رہی تھی کہ

پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

عین جمعہ کے وقت امام مسجد کے روبرو جب اس پورے قافلہ نے اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا اور ہر ایک نے فرداً فرداً "اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں" کی باآواز بلند گواہی دی تو فضا تکبیر کے نعروں سے گونج رہی تھی۔

اب تک انہیں صرف دشمن کے روبرو صف بندی کا تجربہ تھا اور آج وہ خالق کون ومکان کے سامنے صف آرا تھے، ان کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور دل میں ہیجان سا بپا تھا...... ایمانی ہیجان...... دیگر مسلمان نمازیوں کے قدم سے قدم اور کاندھے سے کاندھا ملائے ایک خدا کے حضور صف بستہ ہوتے ہوئے...... مساوات و برابری کا ایک نیا احساس اُن کے دل میں انگڑائی لے رہا تھا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

"اربل" کی اکثریت مسلم آبادی ہے۔ "فوج کی زیتون یونٹ" نے اپنے فوجیوں کو "ہنم ڈونگ" کی مسجد میں جاری اسلامی پروگراموں میں شامل ہونے کا موقع فراہم کیا تھا...... اس میں اپنی مرضی سے شریک ہونے والوں میں سے ان ۳۷ فوجیوں نے خود کو...... تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا تھا......

یونٹ کے ایک افسر کے مطابق:

"مسلم دنیا میں پایا جانے والا دینی ومذہبی رشتہ قابل ستائش بھی ہے اور نہایت اہم بھی...... اگر آپ ایک مسلم ہیں تو دنیا کے کسی بھی مسلم ملک میں آپ کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوگا...... مسلمان کبھی عورت پر حملہ نہیں کرتے...... جنگ میں بھی......"

گیارہویں بریگیڈ کے ذمہ دار "پاریک سیونگ یوک" نے بتایا کہ "میں نے کالج کے زمانے میں عربی میں تخصص کیا تھا...... اس وقت قرآن پڑھنے کا موقع بھی ملا تھا...... تبھی سے اسلام میرے دل میں گھر کرنے لگا تھا اور اب جبکہ اس مذہبی کورس میں شرکت کا موقع ملا تو میں نے مسلمان ہونے کا عزم کر لیا......

اپنے جذبات کو زبان دیتے ہوئے کورین سپاہی بتا رہا تھا کہ "اگر ہمیں عراق بھیجا گیا تو ہماری خواہش ہے کہ ہم وہاں مقامی لوگوں کے ساتھ دینی محفلوں اور پروگراموں میں شریک ہوں...... تاکہ انہیں برادرانہ محبت کا احساس ہو جائے اور انہیں یقین ہو جائے کہ (اسلام قبول کرنے والے) یہ کورین صرف پیشہ ورانہ فوجی نہیں بلکہ انسان دوست سپاہی بن کر آئے ہیں......" ؏

خدا کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ ساری مصیبتیں دین سے جہالت اور خاص کر توحید کی کمزوری کا نتیجہ ہے اور جاہل اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت کا ثمرہ ہے۔

بدفالی کا علاج

یہ ایک فطری بات ہے کہ آدمی جب کوئی اچھی بات سنتا ہے یا کوئی اچھی چیز دیکھتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتا ہے یا سنتا ہے تو اسے رنج اور اضطراب ہوتا ہے، لیکن اس کی پرواہ کیے بغیر اللہ پر بھروسہ کرے اور اس سلسلے میں وارد دعا کو پڑھ لے تو اسے راحت واطمینان ہوجائے گا اور بدفالی سے بچ جائے گا:

معاویہ بن حکم سلمی ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ہم میں سے کچھ لوگ بدفالی لیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ذٰلِکَ شَیْءٌ یَجِدُہٗ اَحَدُکُمْ فِیْ نَفْسِہٖ، فَلَا یَصُدَّنَّہٗ۔ ''یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ تم میں سے کسی کے دل میں پیدا ہوجائے تو اس کی تصدیق نہ کرے''۔ (مسلم)۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ: مَنْ رَدَّتْہُ الطِّیَرَۃُ عَنْ حَاجَتِہٖ فَقَدْ اَشْرَکَ۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا کَفَّارَۃُ ذٰلِکَ؟ قَالَ: اَنْ یَقُوْلَ اَحَدُھُمْ: اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ، وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ، وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ (احمد، طبرانی، صحیح الجامع: ۶۲۶۴)۔ ''بدفالی: جس شخص کو اس کی حاجت سے روک دے تو اس نے شرک کیا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ، وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ، وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اے اللہ! بھلائی دراصل تیری بھلائی ہے، اور نیک فالی دراصل تیری نیک فالی ہے اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے''۔

عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں: ''ہم میں سے ہر ایک کے دل میں بدفالی کا خیال آتا ہے لیکن اللہ پر بھروسہ کرنے سے چلا جاتا ہے''۔ (ابوداود، ترمذی: صحیح)۔

☆ گھر سے نکلتے وقت کی دعا میں ہمیں توکل علی اللہ کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ بدفالی وغیرہ کے شیطانی وسوسوں سے بچ سکیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ: یہ کافی ہے کہ تجھے ہدایت ملی، اللہ تیرے لیے کافی ہوگیا، اور تو (ہر شر) سے محفوظ ہوگیا؛ لہٰذا شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے اور ایک دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ تیرے لیے ایسے شخص کی طرف کوئی راہ نہیں ہے جسے ہدایت ملی، اللہ اس کے لیے کافی ہوگیا، اور وہ (ہر شر) سے محفوظ ہوگیا۔ (ابوداود: صحیح الجامع: ۴۹۹)۔

نیک فالی

نیک فالی: بدفالی کی ضد ہے: کسی اچھی چیز کو دیکھ کر یا سن کر یا کسی چیز کے بارے میں جان کر اچھا گمان کرنا اور اس کو اپنے لیے باعث خیر سمجھنا، نیک فالی کہلاتا ہے اور یہ جائز ہے، رسول اللہ ﷺ کو نیک فال لینا پسند تھا انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَیُعْجِبُنِی الْفَأْلُ۔ قَالُوْا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: کَلِمَۃٌ طَیِّبَۃٌ۔ (بخاری مسلم)۔

''نہ کوئی بیماری خود سے پھیلتی ہے اور نہ بدفالی جائز ہے، البتہ نیک فال لینا مجھے پسند ہے، صحابہ نے پوچھا: نیک فال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھی بات''۔

بریدہ ﷺ کہتے ہیں کہ: کَانَ لَا یَتَطَیَّرُ مِنْ شَیْءٍ۔ (ابوداود)۔ ''رسول اللہ ﷺ کسی چیز سے بدشگون نہیں لیتے تھے''۔

ایک روایت میں بریدہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: کَانَ لَا یَتَطَیَّرُ وَلٰکِنْ یَتَفَاءَلُ: صحیح الجامع: ۴۸۴۱)۔ رسول اللہ ﷺ بدشگون نہیں لیتے تھے لیکن نیک فال لیتے تھے۔

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین نے مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے سہیل بن عمرو کو بھیجا، سہیل کو دیکھ کر آپ ﷺ نے (نیک فال لیتے ہوئے) صحابہ سے فرمایا: ''تمہارا کام تمہارے لیے سہل ہوگیا''۔ (بخاری)۔

رسول اللہ ﷺ کو اچھے نام پسند تھے اور ان سے نیک فال لیتے تھے، لہٰذا اگر کسی کا نام برا ہوتا تو اسے بدل دیتے تھے تاکہ لوگ ایسے ناموں سے بدفالی کا شکار نہ ہوجائیں:

عمر ﷺ کی ایک بیٹی کا نام [عاصیہ: نافرمان] تھا آپ نے اس کو بدل کر [جمیلہ: خوبصورت] رکھا (مسلم)۔

ایک شخص کا نام [اَصْرَم: کھیتی کاٹنا] تھا اس کو بدل کر [زُرْعَہ: بونا اور اگانا] رکھا۔ (ابوداود)۔ چونکہ اصرم میں خیر وبرکت کے ختم ہونے کا معنی پایا جاتا ہے اس لیے اسے بدل کر زرعہ رکھا جس میں خیر وبرکت کو بڑھانے اور باقی رکھنے کا معنی پایا جاتا ہے۔ سعید بن مسیب کے دادا نبی کریم ﷺ کے پاس آئے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ توانہوں نے کہا [حزن: سخت]، آپ نے فرمایا تم [سہل: آسان] ہو۔ (بخاری)

☆ استسقاء (بارش طلب کرنے کی دعا) کے وقت رسول اللہ ﷺ اپنی چادر کو الٹ دیتے تھے، یہ بھی ایک نیک فالی تھی کہ اللہ تعالیٰ قحط سالی کو خوشحالی میں تبدیل کردے۔

مسلمانوں کے موجودہ المناک حالات بسا اوقات لوگوں میں مایوسی پیدا کردیتے ہیں، عزائم کو جھنجوڑ کر رکھ دیتے ہیں، لیکن ان حالات میں نیک فالی کی سخت ضرورت ہے، نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمارے لیے نمونہ ہے:

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر پوری دنیا اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی تھی، ایسا لگتا تھا کہ اب وہ پنپ نہ سکیں گے، بلکہ ان کا مکمل صفایا کردیا جائے گا۔ مگر دوسری طرف ان ہی حوصلہ شکن حالات میں نبی کریم ﷺ انہیں یہ خوشخبری دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا ظالموں کو ہلاک کرے گا، اللہ کے نیک بندوں کو روئے زمین کا وارث بنائے گا۔ یہاں تک کہ ایک عورت حیرہ (کوفہ) سے امن وامان کے ساتھ مکہ تک سفر کرسکے گی، اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ قیصر وکسریٰ کی حکومتیں ختم ہونگی اور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کیے جائیں گے......

☆ سب سے بڑی نیک فالی یہ ہے کہ آدمی بیماری کے وقت شفاء کی، ناکامی کے وقت کامیابی کی، شکست کے وقت فتح ونصرت کی اور مصائب اور مشکلات کے وقت آسانی اور عافیت کی امید رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا﴾ (الشرح: ۵،۶)۔ یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

☆ نیک فالی چونکہ اللہ کے ساتھ حسن ظن ہے اس لیے ہماری زندگی کے تمام امور سے اس کا تعلق ہے، عبادت میں نیک فالی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کو قبول فرمائے، کوئی بھی دنیوی کام کریں تو اس میں نیک فالی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں کامیابی سے نوازے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں' اگر وہ اچھا گمان کرے تو اس کے لیے اچھا ہے اور اگر بُرا گمان کرے تو اس کے لیے برا ہے، لہٰذا وہ جو چاہے گمان کرے''۔ (احمد، طبرانی، صحیح الجامع: ۴۳۱۵، ۴۳۱۶)۔

نیک فالی کے فائدے: نیک فالی مسلمان کے اندر تقدیر سے رضا ورغبت، مصیبت میں صبر وتحمل، اللہ پر بھروسہ، اس کے ساتھ حسن ظن، بلند ہمتی، عزم وارادہ، چستی اور چالاکی، راحت وسکون پیدا کرتی ہے۔ نیک فالی انسان کو کامیابی، حرکت اور ترقی کی طرف لے جاتی ہے۔

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

ماہ صفر اور بدشگونی کی حقیقت

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ کی توحید کو قائم کرنا ہے لہذا توحید اور اس میں خلل پیدا کرنے والے کاموں کو جاننا ہر انسان پر فرض ہے۔

شرک، بدعات اور خرافات ؛ توحید کو نقصان پہنچانے والے کام ہیں۔ انھی میں سے ایک کام [بدفالی] بھی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر یا سن کر یا اس کے بارے میں جان کر اسے اپنے لیے منحوس سمجھنا۔

مثلاً: جاہل لوگ ماہ صفر کو منحوس سمجھ کر اس میں سفر، شادی بیاہ یا کسی نئے کام کا آغاز نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر ایسا کوئی کام کیا جائے تو وہ نامبارک ہوگا۔ اور صفر کے آخری ہفتہ کو سال کا سب سے منحوس ہفتہ سمجھتے ہیں۔

کوئی بھی وقت یا مہینہ منحوس نہیں ہے بلکہ ہر وہ وقت جس میں آدمی نیک کام کرے اس کے لیے وہ وقت مبارک ہے اور جس وقت میں اس نے اللہ کی نافرمانی اور گناہ کیا اس کے لیے وہ وقت منحوس ہے۔

آسمان اور زمین کی پیدائش کے وقت سے ہی اللہ تعالی کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، انہیں میں سے ایک ماہ؛ ماہ صفر بھی ہے، یہ نہ خیر کا مہینہ ہے اور نہ شر کا؛ اس لیے کہ تمام اوقات اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں، ان میں اللہ کی جانب سے خیر اور شر مقدر ہوتا ہے، لیکن بذات خود ان میں نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہی وہ تقدیر الٰہی میں کسی قسم کی تبدیلی کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا﴾۔ جو بھی مصیبت دنیا میں تم پر آتی ہے، اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں، ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ (الحدید: ۲۲)۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بدعقیدگی کا رد کرتے ہوئے فرمایا: لَا عَدْوَىٰ وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔ (بخاری)۔ ۱۔ کوئی بیماری بذات خود نہیں پھیلتی۔ ۲۔ نہ بدفالی لینا جائز ہے۔ ۳۔ نہ مقتول کی روح الّو کی شکل میں انتقام کے لیے بھٹکتی ہے۔ ۴۔ اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ (بخاری)۔

اس حدیث میں چار جاہلی عقیدوں کی تردید کی گئی ہے، جو اللہ کے بارے میں بدگمانی، تقدیر پر شک، شیطانی

وسوسوں اور شرک کا راستہ کھولتے ہیں۔

بدفالی کی مختلف شکلیں:

جاہل لوگ: مختلف چیزوں سے بدفالی لیتے ہیں: کبھی اندھے، لنگڑے، لولے اور معذور لوگوں سے، تو کبھی نیک لوگوں سے بھی بدفالی لیتے ہیں۔ کبھی کسی خاص پرندہ یا جانور کو دیکھ کر یا اس کی آواز کو سن کر بدفالی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کبھی کسی وقت یا دن یا مہینے سے بدفالی لیتے ہیں۔ کبھی ایمبولنس کی آواز سے تو کبھی فائر بریگیڈ کی آواز سے بدفالی میں مبتلا ہوتے ہیں اور کبھی میڈیا میں شائع ہونے والے "ستاروں کے کھیل" سے اپنی زندگی کو مکدر کر لیتے ہیں اور آج کل کچھ یورپی لوگ ۱۳ نمبر سے بدفالی لیتے ہیں، اس لیے ان کی بڑی بڑی عمارتوں میں ۱۳ نمبر والی منزل نہیں ہوتی ۱۲ کے بعد ۱۳ غائب ہوتا ہے اور ۱۴ نمبر والی منزل ہوتی ہے، اسی طرح ان کے ہسپتالوں میں ۱۳ نمبر والا روم بھی نہیں پایا جاتا کیونکہ وہ اس نمبر کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ دراصل ترقی یافتہ جہالت ہے۔

جو لوگ اپنے اوپر بدفالی کا دروازہ کھول لیتے ہیں انہیں ہر چیز منحوس نظر آنے لگتی ہے، کسی کام کے لیے گھر سے نکلے اور بلی آڑے آجائے تو واپس گھر آگئے اور سمجھ لیے کہ ہمارا کام نہیں ہوگا۔ ایک شخص صبح سویرے اپنی دکان کھولنے جاتا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تو سمجھ لیتا ہے کہ آج کا دن میرے لیے منحوس ہے لہذا آج مجھے گھاٹا ہوگا۔ کسی کے گھر پر الّو کی آواز سن لیا تو اعلان کر دیا کہ اس گھر کا کوئی فرد مرنے والا ہے، یا خاندان میں جھگڑا ہونے والا ہے۔ نئی دلہن کے ہاتھوں اگر کوئی چیز گر کر پھوٹ جائے تو اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔

اسلام سے پہلے جاہلیت میں بھی لوگ پیدائش سے لیکر مرتے دم تک نحوستوں اور توہمات کا شکار تھے۔ وہ مختلف دنوں، مہینوں، جگہوں اور اشخاص کو منحوس سمجھتے تھے۔ کسی اہم سفر پر جانے سے پہلے کبوتر اڑاتے؛ اگر کبوتر دائیں طرف اڑتے تو سمجھتے کہ سفر کامیاب ہوگا اور اگر بائیں طرف اڑتے تو سمجھتے کہ سفر ناکام ہوگا۔ ہمارے علاقوں میں "طوطا فال" اسی قسم کے جاہلی عقیدہ کی ایک شکل ہے۔ یہ سب من گھڑت اور جھوٹے تصورات ہیں۔

بدفالی ایک گناہ ہے بلکہ شرک کی ایک قسم ہے جو اللہ کے غضب اور ناراضگی کا سبب ہے، جب اللہ تعالی گناہ گار انسان سے ناراض ہوتا ہے تو یہ اس کے حق میں دنیا اور آخرت کی نحوست اور بدبختی ہے اور جب وہ کسی بندے سے خوش ہوتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے دنیا اور آخرت کی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔

لہذا انسان کے اعمال جیسے ہوں گے ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اس کی بداعمالیاں اس کے لیے ضرور منحوس ثابت ہوتی ہیں اور اس کی نیکیاں اس کے لیے ضرور سعادت اور برکت کا باعث بنتی ہیں۔

بدفالی کے برے اثرات اور نتائج:

۱۔ بدفالی لینے والے کے دل میں یہ غلط تصور پیدا ہوجاتا ہے کہ غیر اللہ بھی نفع و نقصان کا مالک ہے۔ لہذا اگر وہ اپنی بدفالی کے مطابق عمل کر لیا تو وہ شرک میں مبتلا ہوگیا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ۔ (احمد، حاکم، ترمذی: صحیح)۔ بدفالی لینا شرک ہے۔

۲۔ اللہ تعالی کی ذات پر اس کا اعتماد اور توکل کمزور ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ بداعتقادی بھی پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ اور بھی علم غیب جاننے والے موجود ہیں۔

۴۔ اللہ کے ساتھ بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ ایمان بالقدر کی کمزوری اور اس میں شک کا باعث ہے۔

۶۔ شیطانی وسوسوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

۷۔ بدفالی سے آدمی کے اندر نفسیاتی بیماریاں؛ توہم پرستی، بزدلی، ڈر اور خوف، پست ہمتی اور تنگ دلی پیدا ہو جاتی ہے۔

۸۔ پختہ عزم و ارادہ کمزور ہو جاتا ہے۔

اسے اس کتاب سعادت کے راز ہائے سربستہ سے واقفیت حاصل ہو جو کہ بلاشبہ سیرت نبوی کے مطالعہ کے بعد ہی ممکن ہے کیوں کہ علمائے اصول جانتے ہیں کہ قرآن فہمی کے باب میں اسباب نزول اور ناسخ ومنسوخ کا بڑا دخل ہے اور اسباب نزول اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت سیرت نبوی سے وابستہ ہے۔ نیز یہ کہ قرآن کریم اپنے بلیغ اسلوب اور نادر انداز بیان کے سبب نہایت مختصر ہے۔ جس کے عموم کی تخصیص، اطلاق کی تقیید اور اجمال کی تفصیل سیرت نبوی ہی کرتی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ قرآن کریم کو نہ سیرت سے الگ کر کے سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے احکام نواہی اور اسرار ورموز سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

۴- رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اعلی اقدار حیات مکمل جامعیت کے ساتھ پائی جاتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں جملہ اقدار حیات اس خوبی کے ساتھ پائی جاتی ہیں کہ اس کا مطالعہ کرنے والا کبھی بھی اور کسی بھی مقام پر تاریکی کا نام ونشان نہیں پاتا۔ آپ کی مثالی شخصیت ایں خانہ ہمہ آفتاب کے مانند ہے۔ آپ کا شخصی کردار، رحمت ورأفت، محبت وشفقت، خشیت وانابت، شجاعت وبسالت، صداقت وعدالت، جود وسخا، فراست ومتانت، ایثار وقربانی، احساس ذمہ داری، حلم و تواضع، صبر وتوکل، نیز گھریلو وجماعتی زندگی میں دوست، ساتھی، شفیق سردار، مساکین کے سرپرست، اسی طرح قومی وملی زندگی میں عدل وانصاف، فوجوں کی کمانڈری، انتظامات حکومت، رعایا پروری، سیاسی سوجھ بوجھ، دوستوں کی دلداری، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک جیسے اوصاف عالیہ کی اتنی بہترین اور متنوع تصویریں جس خوبی کے ساتھ کتب سیرت میں دکھائی دیتی ہیں وہ کسی اور عبقری وقت کے حوالے سے اس جامعیت کے ساتھ دکھائی نہیں دیتیں اور کمال یہ ہے کہ اجتماعی وانفرادی زندگی کے سارے تابندہ نقوش ایک ہی مکمل ومقدس انسان کے اندر پائے جاتے ہیں۔ صدق من قال۔

حسن یوسف، دم عیسی، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہی وجہ ہے کہ سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے والا بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

کاسۂ غیر کو، اور منھ سے لگاؤں، توبہ
شان پہچانتا ہوں یار کے پیمانے کی

۵- رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے:

رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی بلکہ وہ ایک مثالی شخصیت تھی اور یہ حسن مثالیت وکمال معتبریت انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کو محیط تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ زندگی کے ہر گام پر رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو نمونہ بنا کر اس کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کریں ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱) اس حکم کے مطابق مسلمانوں پر لازم ٹھہرا کہ وہ اس حقیقت کا پتہ لگائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ کونسا ایسا نمونہ پیش کیا تھا جس کو قرآن نے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اور اسوہ حسنہ کو معلوم کرنے کا بہترین طریقہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ سیرت نبوی کا مطالعہ کیا جائے۔ جب ہم سیرت کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ بیک وقت صادق وامین بھی تھے اور داعی ومربی بھی، صابر وشاکر بھی تھے اور صاحب شوکت وعظمت بھی۔ اچھے دوست اور مخلص ساتھی بھی تھے اور کامیاب باپ اور شوہر بھی۔ عابد وزاہد اور شب زندہ دار بھی تھے اور عظیم مجاہد وسپہ سالار بھی۔ بے مثال منصف وعادل بھی تھے اور اولوالعزم قائد ورہنما بھی۔ میدان سیاست کے شہسوار اور مدبر بھی تھے اور سوشل ورکر اور عوامی لیڈر بھی۔ اسوہ نبوی ﷺ کے حوالے سے دو باتیں بڑے وضوح کے ساتھ بیان کی گئی ہیں:

☆ایک یہ کہ آپ ہمیشہ غور وفکر کرتے رہتے تھے (کان دائم الفکرۃ)

☆اور دوسری یہ کہ ہمیشہ آپ کی زبان اور آپ کا دل اللہ کی یاد سے سرشار رہتا تھا۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دانشوری کے لیے فکر کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی ضروری ہے۔ وہ دانشوری دانشوری نہیں ہے جو خوئے فکر اور بوئے ذکر سے خالی ہو۔

۶- رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے عروج وزوال کا قانون وابستہ ہے:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے قاری کو اللہ تعالی کے قانون عروج وزوال سے واقفیت حاصل ہوتی ہے کیوں کہ رسول کی اطاعت سے حیات جاوداں نصیب ہوتی ہے (یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم) (انفال: ۲۴) اور رسول کی نافرمانی سے قومیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہستیاں جنہوں نے رسول کی پکار پر لبیک کہا اور آپ کی سنت کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا وہ عزت وسربلندی سے ہمکنار ہوئیں اور جن لوگوں نے آپ کے پیغام کو ٹھکرا دیا وہ ہلاک وبرباد ہو گئے اور ان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ آج عالم یہ ہے کہ جب بھی اللہ کے رسول ﷺ کے ان پیاروں اور اللہ کے ان سودائیوں کا ذکر آتا ہے تو زبان پر ان کے حق میں رضی اللہ عنہم کی دعا ضرور نکل جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس کسی ابوجہل وابولہب کا نام آتے ہی ایک مسلمان کے دل میں اس کے تئیں نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ دل ہی دل میں اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ سیرت نبوی کا قاری جب ان مقامات اور کیفیات سے گزرتا ہے تو خدائی قانون عروج وزوال پر اس کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

۷- سیرت نبوی شک واضطراب کا واحد علاج ہے

کیوں کہ علم کا حقیقی سرچشمہ اور مبدء خیرات وبرکات دو ہی ہیں۔ ایک کتاب اللہ ہے اور دوسری پیارے رسول کی سنت وسیرت، جس کو قرآن کریم نے حکمت سے تعبیر کیا ہے۔ ان کے علاوہ جتنے بھی علوم وافکار ہیں وہ انسان کو حیرانی وپریشانی اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ سیرت نبوی ہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جس سے دل کی ویرانی آباد ہو سکتی ہے، جو روح کی تمام بیماریاں دور کر سکتی ہے اور جس کے اندر انسانیت کے تمام دکھ درد کا درماں موجود ہے۔ حافظ ابن العماد الحنبلی نے اپنی کتاب شذرات الذہب میں شیخ عماد الدین واسطی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی نشو ونما فقہاء ومتکلمین کی جماعت میں ہوئی تھی، اس لیے ان کے اوپر جدل ونقاش اور کلام ورائے کا رنگ غالب تھا۔ لیکن جب انہوں نے اپنے دل کو یقین وطمانیت سے خالی اور شک واضطراب میں مبتلا پایا تو فقہاء ومتکلمین کے راستہ سے دل برداشتہ ہو کر وہ تصوف کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن صوفیاء کے رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر ان کی طبیعت اور زیادہ مکدر ہو گئی بالآخر وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل کی ویرانی کا حال سنایا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے انہیں وصیت کی: ''ساری چیز کو چھوڑ کر سیرت نبویہ کا مطالعہ اور تدبر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لو۔ یقین اور ایمان کی تمام بیماریوں کے لیے یہی نسخہ شفا ہے۔''

اس طرح شیخ عماد الدین واسطی نے جب سیرت نبوی کو حرز جان بنا لیا تو ان کی روح ووجدان کی ساری ویرانیاں دور ہو گئیں اور ان کا دل شک واضطراب سے پاک ہو گیا۔ (دیکھئے شذرات الذہب: ۶/۲۴) (جاری)

محمد شیث ادریس تیمی

دور حاضر میں مطالعہ سیرت کی اہمیت وافادیت

انسانی تاریخ میں ایسی بے شمار عظیم المرتبت، اولوالعزم، باکمال اور عبقری شخصیات کا ذکر ملتا ہے جن کے افکار وخیالات اور فلسفوں نے دنیا کو متاثر کیا اور جو اپنی مخصوص آئیڈیالوجی اور منفرد کارناموں کی وجہ سے آج بھی عزت واحترام کے ساتھ یاد کی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کی نبوغت وعبقریت وحی الٰہی سے ماخوذ ومستفاد تھی اور بعض کی قابلیتیں اور صلاحیتیں ذاتی تجربات، روزمرہ کے مشاہدات، ذوق سلیم اور فکر رسا کا نتیجہ۔ دانائے سبل، فخر دوعالم، دعائے خلیل، نوید مسیحا، رسول رحمت، فاضل مکتب حرا حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی بھی انہیں باکمال اور عظیم شخصیات میں سے ایک اکمل وعظیم ترین شخصیت تھی، جس کی جامعیت وکاملیت اور عالمگیریت کا یہ عالم ہے کہ اس نے دیگر اعاظم رجال کے برخلاف کسی مخصوص زمانہ، خطۂ ارض اور گوشہ زندگی کے بجائے کائنات کے ہرذرے، ہرگوشے اور ہر شعبۂ حیات کو متاثر کیا، کیا آبی کیا خاکی، کیا اپنے کیا پرائے سب اس سے فیضیاب ہوئے اور اس کا یہ فیضان تاقیامت جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان، عالمگیر شہرت اور قبولیت دوام کی بڑی دلیل نہیں ہے کہ آج تک دنیا نے آپ کی ذات بابرکات کو جس قدر قابل اعتناء ولائق اہتمام سمجھا اور جس خوبی اور حوصلہ و نیاز مندی کے ساتھ سیرت طیبہ کے آسن وکاکل کو سنوارا، اس اعزاز کا عشرعشیر بھی کسی کے حصے میں نہیں آیا۔ کیا نبوت محمدی کا یہ اعجاز نہیں ہے کہ آپ کی زبان کا ایک ایک حرف، حرکات وسکنات کی ایک ایک ادا، اور آپ کی جلوت وخلوت کے ایک ایک خط وخال کا عکس آج بھی موجود ہے اور آپ کی شکل وشباہت، رفتار وگفتار، مذاق طبیعت، طرز معاشرت، خورد ونوش، لباس وپوشاک اور نشست وبرخاست کی ایک ایک کیفیت سیرت کے اوراق میں بتفصیل محفوظ ہیں۔ سیرت نگاروں کا وہ لامتناہی نورانی سلسلہ ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اکسفورڈ کا مشہور پروفیسر مارگولیتھ اپنی کتاب Mohammad and the rise of Islam (مطبوعہ لندن ۱۹۰۵ء) میں لکھتا ہے: ''حضرت محمد ﷺ کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کو ختم کرنا ناممکن ہے۔ لیکن اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے۔'' وجہ ظاہر ہے کہ دنیا اس جلیل القدر داعی و مصلح کی حالات زندگی سے واقفیت حاصل کرنا چاہتی ہے جس کی روشن

تعلیمات نے مختصر مدت میں دنیا کے اندر حیرت انگیز انقلاب برپا کردیا اور جو اپنے پیچھے ایسی مثالی امت چھوڑ گئے جس کے شاندار کارناموں کے نقوش جریدہ عالم پہ ثبت ہیں۔

مطالعہ سیرت کا اسلامی نقطہ نظر

جہاں تک مطالعہ سیرت کے اسلامی نقطۂ نظر کا تعلق ہے تو یہ عام نقطہائے نظر سے بالکل جداگانہ ہے۔ کیوں کہ ایک مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی کا مطالعہ محض علمی مشغلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک دینی ضرورت ہے۔ اس حقیقت کو درج ذیل نکات کے ذریعہ بخوبی سمجھا جاسکتا ہے:

۱- مطالعہ سیرت افضل ترین عمل ہے:

علمائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیرت نبوی اسلام کا دائمی معجزہ، اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قرآن کریم کی عملی تفسیر وتوضیح ہے اور یہ کہ قرآن کریم اور سیرت نبوی میں معنیً وحقیقتاً کوئی فرق نہیں پایا جاتا بلکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ قرآن اگر متن ہے تو سیرت اس کی تشریح، قرآن علم ہے تو سیرت اس کی عملی تطبیق، قرآن صحف وما بین الدفتین اور اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے تو سیرت اس زندۂ وجاوید پیکر جمیل کا نام ہے جو مکے کی گلیوں میں چلتا پھرتا اور توحید کے نغمے سناتا رہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں وارد اسماء وصفات کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد، احکام کی آیتیں آپ کا حسن معاشرت، قہر وغلبہ کی آیتیں آپ کا جلال اور رحمت ورأفت کی آیتیں آپ کا جمال ہیں، آپ کسی بھی نوع کی آیت کو لے لیجیے اس میں رسول اللہ ﷺ کی پیغمبرانہ سیرت اور مقام نبوت کا عکس ضرور نظر آئے گا۔ یہی وہ حقیقت جامعہ ہے جسے مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بایں الفاظ بیان کیا تھا کہ ''کان خلقه القرآن'' (مسند احمد) اور قرآن کے بارے میں ارشاد ہے: لایخلق علی کثرۃ الرد ولاتنقضی عجائبه'' (ترمذی، عن علی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل القرآن) معلوم یہ ہوا کہ جس طرح علمی قرآن کے عجائبات (علوم و معارف) کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں اسی طرح عملی قرآن سیرت طیبہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم کے عجائبات بھی ختم نہیں ہوں گے۔ اگر قرآن قیامت تک اپنے نوع بنوع علوم وفنون سے حیات انسانی کی تکمیل کا ضامن ہے تو سیرت جامعہ بھی تاصبح قیامت اپنے شاخ درشاخ عملی اسووں سے دنیائے انسانیت کی تسکین وتکمیل کرتی رہے گی۔ ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت تو افضل ترین عمل قرار پائے لیکن سیرت طیبہ کے مطالعہ کو أحب الاعمال الی اللہ کا مقام بلند حاصل نہ ہو؟

۲- مطالعہ سیرت ایمان واقتداء کا تقاضہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو ایمان بالرسالہ کے ساتھ ساتھ جابجا یہ حکم دیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کریں (اعراف:۱۵۸) ان کی اطاعت کریں (مائدہ:۹۲) ان کا اتباع کریں (آل عمران:۳۱) ان کے حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں اور نہ ان کے فیصلے کو چیلنج کریں کیوں کہ یہ غارت گر ایمان اور بدبختی کا سودا ہے۔ (النساء:۱۱۵) (النساء:۶۵) ایک مسلمان کے اندر یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور کردار سے بخوبی واقف ہوگا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان امور سے کماحقہ واقفیت مطالعہ سیرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ زنان مصر حسن یوسفی کے دیدار کے بعد ہی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوئی تھیں کہ ﴿وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ﴾ (یوسف:۳۱)

۳- سیرت کا مطالعہ قرآن فہمی میں معاون ہے:

ہم سبھی جانتے ہیں کہ قرآن کریم اسلامی شریعت کا بنیادی ماخذ اور اولین مصدر ہے اور اسی میں انسانی سعادت وکامرانی اور دائمی فیروزمندی کا راز مضمر ہے۔ اور دنیا کا ہر انسان اور خصوصا مسلمان اس بات کا ضرورت مند ہے کہ وہ قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھے، اس کے احکام کو جانے اور

عدی آخر بتاؤ تو سہی کس خوف نے تمہارے قدموں میں زنجیر ڈال رکھا ہے...... شاید تم سوچتے ہو کہ دولت، قوت اور حکومت میں سے کوئی ایک بھی مسلمانوں کو حاصل نہیں ہے...... اور غیر ان کو پا کر مزے میں ہیں!! عدی......! اگر یہ بات ہے تو جلد ہی وہ وقت بھی آنے والا ہے...... جب تم اپنے انہیں کانوں سے سنو گے کہ انہیں مسلمانوں نے سرزمین بابل کے سفید محلات پر قبضہ جما رکھا ہے......

مسلمان کمزور ہیں...... نہتے ہیں......! لاچار اور مجبور ہیں......! ان کے پاس کوئی حکومت بھی نہیں ہے......! جو اقتدار حاصل ہے وہ قیصر و کسریٰ کی عظیم قوت و اقتدار کے سامنے...... ہیچ ہے......!! ان مایوس کن حالات میں چراغ نبوت سے نکلنے والی یہ روشنی کی کرنیں اور آئندہ کی بشارتیں لیے ہوئے آپ کے فرمودات...... حیران کن بھی ہیں...... امید افزا بھی...... فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے...... اُس چراغ کو بجھا دے...... کس میں اتنا دم ہے؟ آخر وہی تو ہوگا...... خداوند قدوس کو جو منظور ہے!!؟ اس کے دست قدرت میں کیا ممکن نہیں ہے!!؟

اس واقعہ کو چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ عدی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے...... اُس لشکر میں وہ بھی موجود ہیں جس نے آتش پرستوں کے دیس (فارس) پر چڑھاوا کیا تھا...... انہوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ مسلمان بابل کی سرزمین میں موجود سفید محلات میں گھس کر نعرۂ تکبیر بلند کر رہے ہیں......!! ہاں! وہ محلات مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکے تھے...... پھر وہ اس واقعہ کے بھی عینی شاہد بن گئے کہ ایک عورت سلطنت اسلامیہ کی آخری حدوں سے نکلتی ہے...... اور (سیکڑوں میل کا سفر طے کر کے) بے خوف و خطر اپنی منزل تک پہنچتی ہے...... کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا ہے...... عدی کہا کرتے تھے: قسم بخدا...... آپ کی تیسری پیشین گوئی بھی ضرور پوری ہوگی......

☆☆☆

پیارے نبی ﷺ کے وفادار ساتھی' سفیران اسلام بن کر چار دانگ عالم میں پھیل گئے، ان کے ہاتھوں میں دین کی امانت تھی، وہ اُسے سارے لوگوں تک پہنچانے کے جذبہ سے سرشار تھے...... کیونکہ یہی ان کے پروردگار کا حکم تھا...... کفر کی دلدل میں پڑی انسانیت کی ہلاکت کا خوف بھی اُن پر سایہ فگن رہتا تھا...... یہ ان کی ایمانی قوت اور عقیدے کا زور تھا کہ بڑے بڑے ممالک کو یہ فتح کرتے چلے گئے...... انہوں نے ساری انسانیت کو دبوچ رکھنے

والی دو عظیم قوتوں کو اپنے آگے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیا تھا۔

انسانی دنیا برسوں سے کسی ایسے دین کی تلاش میں تھی جو ان کے امن و امان کا ضامن بنے اور عدل و مساوات جس کا شعار ہو...... کیونکہ ایک نظامِ حیات کے طور پر یہودیت ناکام ہو چکی تھی...... وہ اپنی اصلیت کھو چکی تھی...... تبدیل و انحراف کا ایک نہ رُکنے والا سلسلہ اُس میں چل پڑا تھا...... جس نے اُسے مکمل طور پر بدل ڈالا تھا...... وہاں مادہ پرستی کا غلبہ تھا...... اور روحانیت مفقود تھی...... نصرانیت بھی ہیرا پھیری کا شکار تھی...... وہاں روحانیت زور پکڑ چکی تھی اور مادیت کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی جبکہ انسانیت ایسی مادیت کی جستجو میں تھی جسے روحانیت کا سہارا حاصل ہو...... اور ایسی روح...... جسے بدن کی ضرورتوں کا احساس ہو...... وہ تناسب چاہتی تھی...... مادیت اور روحانیت کے درمیان تناسب۔ دنیا...... رنگ و نور کا ایک حسین امتزاج دیکھنا چاہتی تھی...... ان حالات میں روگی دنیا کا مسیحا بن کر آپ تشریف لاتے ہیں...... روح و بدن کے سارے زخموں کے لیے آپ کے ہاتھ میں مرہم تھا...... ہر درد کی دوا بھی آپ رکھتے تھے...... گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں آپ روشنی کا مینار تھے...... امن و امان کو ترستی دنیا کے لیے آپ کے پاس ابدی نعمتوں کا پیام تھا...... اور آپ ہی سے بیمار قوموں نے شفا بھی پائی...... صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے بعد آپ کے مکتب کے فارغین اور آپ سے فتح و کامرانی کا درس لینے والے اٹھے...... اس دین کو قائم کرنا ہی ان کی زندگی کا اعلیٰ ترین نصب العین تھا۔ وہ اس کو تمام نظامہائے باطل پر غالب کر دینا چاہتے تھے...... راہ بھٹکی انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کو انہوں نے اپنی ذمہ داری کے طور پر قبول کیا تھا۔ اس پیام رحمت کی تبلیغ سے بڑے بڑے دشت و جبل بھی انہیں روک نہیں سکے...... اپنے ہاتھوں میں آب حیات لیے جب یہ قوم ملک و ریاست کی حدوں کو سمیٹتی گئی تو پیاسی انسانیت اُسے لینے کے لیے ٹوٹ پڑی...... جس دھرتی پر بھی انہوں نے قدم رکھا وہاں کے لوگوں نے ان کی راہ میں نظروں کے پھول بچھائے...... جب یہ قافلہ نصرانی اقتدار والے علاقوں میں داخل ہوا...... تو ان پیامبرانِ رحمت کو دیکھ کر وہاں کے باشندوں کے آنسو چھلک پڑے...... انہیں دیکھ کر ان کی مایوس آنکھوں میں امید کی روشنی ٹمٹمانے لگی تھی...... بڑی آرزو کے ساتھ ان کی آؤ بھگت کی، پھر کہا: "ہماری زندگی کے خزاں رسیدہ چمن میں تم بہار بن کے آئے ہو...... یہاں ہمارے ہی مذہب کے لوگوں نے ہم پر اقتدار جما رکھا ہے مگر...... گھٹ گھٹ کر ہم نے زندگی کی سانسیں لی ہیں، ہمارے نصرانی برادروں نے ہم پر بڑا ظلم کیا ہے...... ستم گزیدۂ حیات کی کڑوی کسیلی شراب پی پی کے ہم اکتا چکے تھے...... کہ تم آ گئے، شاید ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا...... ہمیں یقین ہے کہ ان ظالموں سے نجات دلا کر تم ہمارے خوابیدہ امنگوں میں یقین کی روح پھونک دو گے......!!!

سفینۂ حیات وقت کے سمندر پر ہچکولے کھاتا اپنا سفر طے کرتا رہا اور جب عثمانیوں نے خلافت کا ڈور سنبھالا تو اسلامی سلطنت کے حدود وسیع تر ہوتے گئے اور اسلام ایک عظیم اور ناقابل تسخیر قوت بن کر دنیا پر حکمرانی کرتا رہا...... اس کی عظمت اور شان و شوکت میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا رہا...... اور جب مسلم فاتحین یورپ کی سرزمین پر قدم رنجہ ہوئے تو ہنگری کی حکومت نے سلطان سلیمان القانون کے پاس ایک پیغام روانہ کیا جس میں انہوں نے آسٹریا کی نصرانی حکومت کے ظلم و استبداد کا ذکر کرتے ہوئے درخواست کی تھی کہ وہ ہنگری کو (آسٹریا کے ظلم و ستم سے) نجات دلانے کے لیے اپنی حمایت میں لے لیں......

آرنلڈ لکھتا ہے......" اسلامی فوج جب وادیٔ اردن میں پہنچی تو سپہ سالار ابوعبیدہ عامر بن جراح نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا، دریں اثنا اس علاقے کے عیسائیوں نے عرب مسلمانوں کے نام ایک خط روانہ کیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ "اے مسلمانو! تم ہمارے نزدیک روم سے زیادہ عزیز ہو حالانکہ وہ ہمارے ہی دین کے لوگ ہیں...... مگر...... ہمارے حق میں تم زیادہ وفادار اور نرم خو ہو...... پنجۂ استبداد سے بچا کر تم ہمیں ایک بہترین حکومت دے سکتے ہو...... (مگر یہ کام اتنا آسان نہیں' کیونکہ) اُنہیں ہم پر اقتدار حاصل ہے اور وہ ہم پر غالب ہیں...... ہمارے گھر اور بستیاں فی الوقت انہیں کے قبضہ میں ہیں......"

اعجاز الدین عمری (کویت)

بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوارہ

وہ دیا، جہل کے گھپ اندھیروں میں روشنی کا پیامبر تھا...... اندھیارے کیا روشنی کو بڑھنے دیتے......؟ انہوں نے پھونکوں کا سہارا لیا...... اگر جہل پھر جہل تھا، علم کا سامنا کیا کرتا......! ظلمت آخر ظلمت ہی ٹھیری...... روشنی کا دائرہ پھیلتا گیا...... پھیلتا گیا...... دیا بڑھ کر آفتاب عالمتاب بن گیا......

عشق بڑھتا رہا سوئے دار و رسن، زخم کھاتے ہوئے مسکراتے ہوئے
راستہ روکتے روکتے تھک گئے، زندگی کے بدلتے ہوئے زاویے

ہواؤں میں شمشیر کی کاٹ تھی، بادِ مخالف بڑی تند خو تھی، پورا زمانہ اس کے خلاف برسرِ پیکار تھا...... مگر وہ مردِ درویش...... اس میں بھی عزم اور حوصلہ تھا، سچائی اس کی خوبی بھی تھی اور طاقت بھی...... کسی کی ستیزہ کاری کی پرواہ کیا کرتا......! اس نے چراغ اپنا جلائے رکھا...... اور آج وہ ننھا سا ٹمٹماتا دیا...... کیا عرش اور کیا فرش...... ہر سُو اس کی ضیاباری ہو رہی تھی......!

انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ''پیغمبر اسلام'' ﷺ کے سامنے موجزن ہے...... مکہ مکرمہ کی فتح کا اعلان ہو چکا ہے...... وہ حبشی غلام...... ''بلال'' جس کا نام تھا...... کعبہ کی چھت پر کھڑے دیوانہ وار ''اللہ اکبر'' کا نعرۂ مستانہ لگائے جا رہا ہے...... پورا شہر بھی اس نعرۂ تکبیر سے گونجتا سنائی دیتا ہے...... سربراہان باطل کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں...... ان میں تاب نظارہ نہیں ہے...... اشرف المخلوقات نے صدیوں سے جن معبودوں کو سجدوں کے نذرانے پیش کیے تھے...... منہ کے بل گرے ہوئے اپنی حقیقت کا خود ترجمان بنے ہوئے ہیں...... غارِ حرا سے ہدایت کی روشنی لے کر جب نکلے تھے تو آپ تنہا ہی تھے...... اور اب پورا عرب آپ کے آگے سرنگوں ہو چکا ہے...... (فتح مکہ سے) بیس سال پہلے کوئی اس تصور کو بامِ خیال تک بھی نہیں لا سکتا تھا......! اس پورے عرصہ میں آپ نے زور وزبردستی کی راہ نہیں اپنائی، کسی قدیم آسمانی مذہب کے خلاف عداوت کی روش اختیار نہیں کی، آپ کے دل میں تلخی تھی نہ آپ کی زبان میں درشتی تھی...... بلکہ یہ سب آپکے کریمانہ کردار کی کرشمہ سازی تھی...... آپ حکیم تھے، حکمت ہی کو آپ نے زادِ راہ بنایا تھا...... زندگی کا یہ معرکہ آپ نے اپنے حلیمانہ فیصلوں سے جیتا تھا۔

☆☆☆☆

حاتم طائی...... ہاں! وہی حاتم...... جس کی سخاوت کی مثالیں دی جاتی ہیں، سفانہ اس کی بیٹی ہے...... اب بھی وہ اپنے باپ دادا کے دین پر قائم ہے...... ایک جنگ میں وہ بھی قیدی بنا کر لائی گئی ہے، آپ ﷺ کی مسجد کے سامنے وہ کھڑی ہے...... آپ کا وہاں سے گذر ہوا تو اس نے ندا لگائی ''اے اللہ کے پیغمبر''! آپ نے مڑ کر آواز کی جانب نظر اُٹھائی...... وہ کہہ رہی تھی ''اے اللہ کے رسول! باپ کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے اور جس کا ہاتھ تھاما تھا وہ روپوش ہے...... اب آپ ہی نظر کرم کیجئے، اللہ آپ کا بھلا کریگا...... ابا جان جب تک تھے...... بھوکوں کو کھلاتا اور ننگوں کو پہناتا ہی...... ان کا شیوہ رہا۔ آپ نے دریافت کیا: ''آخر تو ہے کون؟''

اس نے کہا: مجھے نہیں پہچانا!؟ میں حاتم طائی کی لڑکی سفانہ ہوں...... آپ نے اس کی بیڑیاں کھول دینے کا حکم صادر کیا اور اسے آزاد کر دیا...... وہ چلنے لگی تو آپ نے اُسے بیش بہا سارے تحفے دیئے۔ وہ بہت خوش تھی...... آپ کے اخلاق سے وہ بے حد متاثر بھی تھی...... اسلام اس کو بڑا پیارا دین لگ رہا تھا...... جاتے جاتے اس نے کہا...... ''ایک شریف خانوادے کی نعمت آزادی جو چھن چکی تھی...... آپ کے سبب واپس ملی ہے...... اللہ آپ کی اس نیکی کو ٹھکانے لگائے، اس کی زبان آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ تلاش رہی تھی...... وہ وہاں سے سیدھے شام چلی گئی......

اُس کا بھائی عدی بھاگ کر وہاں اپنے چند نصرانی ساتھیوں کے ساتھ رہنے لگا تھا...... وہ اُسے واپس لانا چاہتی تھی...... اُسی کے مشورہ سے عدی، رسول اللہ ﷺ سے ملنے مدینہ چلا آیا...... وہ مسجد نبوی کے پاس پہنچا ہی تھا...... کہ آپ نے اُسے دیکھا اور پوچھا: کون ہو تم؟ جواب ملا: ''میں...... حاتم طائی کا بیٹا...... عدی ہوں''۔ آپ نے اس سے کہا: ''عدی! اسلام لے آؤ اسی میں تمہاری نجات ہے'' عدی نے کہا: میں تو ایک دین کو پہلے سے مانتے آیا ہوں...... آپ نے فرمایا: ''تمہارے دین کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں...... بتاؤ کیا تم رکوسی (دین نصاریٰ کا ایک طبقہ) نہیں ہو؟ مگر اس کے باوجود کیا تم (مال غنیمت میں سے) اپنی قوم کا چوتھائی حصہ کھا نہیں جاتے ہو......؟ (عدی کچھ پریشان سے ہوئے) بولے...... ہاں ٹھیک ہے...... تمہارے دین میں تو یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے...... وہ بولے...... ہاں...... یہ بھی ٹھیک ہے...... پھر آپ ﷺ نے کچھ جذباتی انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا: عدی......! آج اس دین کے ماننے والوں کی غربت...... شاید تمہیں اس میں آنے سے روک دے رہی ہے......؟ اگر ایسی بات ہے تو سن لو کہ اللہ کی قسم ایک زمانہ ایسا آئے گا...... دولت ان میں پانی کی طرح بہنے لگے گی...... پھر اس کو کوئی لینے والا نہیں رہے گا...... بتاؤ عدی! کون سی چیز تمہیں اس دین میں آنے سے باز رکھ رہی ہے...... کیا تم سوچتے ہو کہ ''ان (مسلمانوں) کی تعداد کم ہے اور ان کا دشمن سارا زمانہ ہے؟! اگر تم اس وجہ سے پریشان ہو تو اللہ کی قسم وہ وقت...... دور نہیں جب تم سنو گے کہ ایک عورت اپنی اونٹنی پر سوار قادسیہ سے نکل کر میرے اس مسجد کی زیارت کرنے آئی ہے......

ام حسن (کویت)

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

عورت گھر کا چراغ ہوتی ہے جو اپنی ذات میں ناری بھی ہے نوری بھی' گھر کو ہدایت کے نور سے جلا بخش سکتی ہے۔ ضلالت کے نار سے جلا کر راکھ کرسکتی ہے۔ لہٰذا ایک باشعور دخترِ اسلام کی زندگی ایسے اعمال واوصاف کا آئینہ ہو جو نہ صرف اسے اللہ کی بندگی میں زندگی گزارنے میں ہر دم مصروف رکھے بلکہ دوسروں کے لیے بھی ترغیب کا ذریعہ بنے۔ جس معاشرہ میں وہ بستی ہے، جس پریوار میں وہ رہتی ہے، جس گھر کا وہ حصہ ہے، جن بچوں کی وہ ماں ہے، جن بھائیوں کی وہ بہن ہے، جن والدین کی وہ بیٹی ہے، جس گھر کی وہ بہو ہے، ہر جگہ ہر حیثیت سے وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی تعلیمات کی ترجمان بن جائے۔ اسکے وجود کو باعث رحمت و برکت سمجھا جائے۔ ہر حال میں اللہ رب العالمین کے احکام کے مطابق زندگی کے تمام معاملات انجام دے۔ اپنی پسند اور ناپسند پر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی پسند وناپسند کو ترجیح دے۔ اپنے اور غیروں سے اچھا سلوک کرے۔ ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کمی نہ کرے۔ انہیں باتوں کو جامع انداز میں پیارے نبی ﷺ نے عبادت کا درجہ دیا اور فرمایا کہ " ایسی پاک صفات والی عورت جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے" کتنا پیارا مژدہ ہے! کتنی پیاری خوشخبری ہے!! چنانچہ جو خاتون جسقدر خود شناس ہوگی، اسکا علم جتنا اعلیٰ قسم کا ہوگا اور جس قدر وہ اپنے اندر اچھی اچھی صلاحیتوں کو نشو ونما دے گی' اتنا ہی اللہ اور اسکے بندوں کا حق ادا کرنے کا خیال کرے گی۔ اسی لیے تو کہا گیا "اللہ کا ڈر اور خوف رکھنے والے وہی ہوتے ہیں جن کی شعوری سطح بلند ہوتی ہے" قرآن نے کہا ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (الفاطر: ۲۸)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں یقیناً علم رکھنے والے لوگ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں"۔

دنیا میں جتنی بھی عظیم شخصیات گزری ہیں ان کی تربیت میں اور انہیں اخلاق وکردار کی بلند چوٹی تک پہنچانے میں کہیں نہ کہیں عورت کا کردار ضرور رہا ہے۔ اسی لیے ماں کو باپ کے مقابلہ میں تین گنا اونچا مقام ملا ہے اور کہا گیا کہ "ماں کے پیروں تلے جنت ہے"۔

عورت کی شخصیت نسل انسانی کے لیے صرف اس لیے اہم نہیں کہ وہ بچہ کو جنم دیتی ہے' بلکہ بچے کو جنم دینے کے بعد ہی تو اسکے فرض اور اسکے مشن کا آغاز ہوتا ہے۔ ماں ایک درسگاہ ہے' اسکی گود ایک تربیت گاہ ہے۔ لیکن مادہ پرستی کے اس پرفتن دور میں عورت کے اس مقام اور مشن کو بالکل فراموش کردیا گیا ہے۔ زمانے کی ترقیوں نے عورت کو گھر سے باہر نکال کر اسکے فرض اور اسکے مشن سے غافل کردیا ہے۔ اسے ان صفات سے محروم کردیا ہے جو اسکا طرۂ امتیاز تھا۔

رہی وہ عورت جو دنیا کی ان مکاریوں سے غافل، بے سلیقہ فن تربیت وتعلیم سے ناآشنا اور ماں کے فرائض وواجبات سے ناواقف ہو' وہ صرف اپنی نسلوں کو فکری وعملی افلاس اور زندگی کے میدان میں ناکامیوں کی کھائی میں دھکیلنے کا سبب بنے گی۔ وہ عورت جسے زندگی کی تگ ودو اور عیش وعشرت، لذت نفس، خواہش دل کے حرص نے گم کردۂ راہ بنادیا' وہ کسی بھی طرح قوم کو نیک وپاک فطرت اولاد نہیں دے سکتی۔ اور وہ گھرانے جہاں بچے ماں کی شفقت ومحبت اور تربیت ونگرانی سے محروم رہتے ہیں وہ جرائم کی دنیا کی فہرست میں صف اول میں نظر آتے ہیں، معاشرہ کے لیے دردِ سر اور سماج کے لیے کینسر بن جاتے ہیں۔

ماہرین تعلیم کی یہ متفقہ رائے ہے کہ بچہ پہلے دن سے ہی علم وعرفان کے پھول چننا شروع کردیتا ہے۔ لہٰذا اسکی پہلے دن سے ہی نگرانی کرنی چاہیے تا کہ غلط روی کے کانٹوں سے اپنے دل ودماغ کو زخمی نہ کر بیٹھے۔ اسکی تربیت کے لیے گھر کے ماحول کو پہاڑی چشموں کی طرح صاف وشفاف بنانا چاہیئے تا کہ یہ نو واردِ اقلیمِ ہستی اس کا عکس اپنے اندر جذب کرتا چلا جائے۔ گھر کا ماحول جس قدر پاکیزہ ہوگا اسی قدر اسکے پھل میٹھے اور شیریں ہوں گے۔ اور جسقدر لاپرواہی برتی جائے گی اسی قدر تلخیاں ہمارے حصہ میں آئیں گی۔ دشنام طرازی کی مسموم ہواؤں سے بچے کے گلشن حیات کو بچانا اور اعلیٰ کردار کے جھولے میں پیار ومحبت کی، امن واخوت کی لوریاں دینا ہر ماں کا معمول ہونا چاہیئے۔ اس فریضہ کو انجام دینے میں حضور پاک ﷺ کی اس سنت کو ملحوظ رکھنا چاہیئے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: انما بعثت لأتمم مکارم الاخلاق "میں تو بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں"۔

لیکن افسوس آج مغربی فیشن کی اندھی تقلید ہم عورتوں کا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے، فیشن پرستی نے دختران ملت کو اپنی تہذیب وثقافت سے دور پھینک دیا ہے۔ بقول شاعر

اب قلم کے نغموں سے ابھرتی ہیں شعائیں
ہوتے تھے کسی وقت نمازوں میں سویرے

میری پیاری بہن! شیطان کا یہ پرانا حربہ رہا ہے کہ اگر کسی قوم کا ستیاناس کرنا ہو' تو اس قوم کی عورت کو گمراہ کردو کیونکہ عورت سے شروع ہونے والی یہ بگاڑ سرطان بن کر ساری قوم وملت میں سرایت کرجائے گی۔ بالآخر وہ اپنے ہی گھر کے چراغ سے جل کر نیست ونابود ہوجائیگی۔

اگر ہمیں واقعی ہماری فلاح وکامیابی محبوب ہے، خدا کی رضا مطلوب ہے، جنت کی آس وامید ہے تو مجھے اور میری ماؤں اور بہنوں کو اسلام کے چشمۂ صافی سے اپنی پیاس بجھانی ہوگی۔ قرآنی تعلیمات کے بیش قیمت زیور سے اپنے آپکو آراستہ کرنا ہوگا۔ اسوۂ بتول، نمونۂ امہات المومنین، طریقۂ آسیہ ومریم کو حرز جان بنانا ہوگا۔ پھر ان شاء اللہ دیکھنا ہم سے جو نسل اٹھے گی وہ حیدر کرار، خالد جانباز، عبد اللہ بن زبیر جوانمرد، طارق بہادر کے کردار کی حامل ہوگی اور اسلام کا علم اٹھا کر بوئے گل کی طرح تمام عالم کو اپنی خوشبوئیں بخشتی اور مشام جاں معطر کرتی ہوئی چلی جائے گی۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

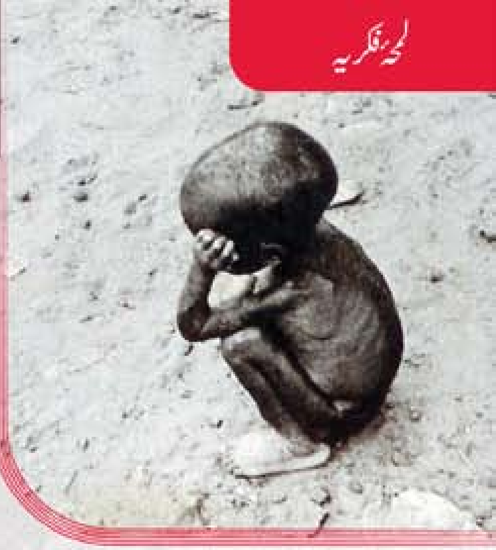

بھوک: سب سے بڑی بیماری

محمد طفیل طوفی (کویت)

ایک سروے کے مطابق دنیا کو جن مسائل کا سامنا ہے اُن میں ایک بھوک بھی ہے۔ دنیا کی بڑی آبادی ایسی بھی ہے کہ جسے دو وقت تو کیا' ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہیں اور بے چارے عوام بھوکے سوتے ہیں لیکن ایسے میں بھی نیند نہیں آتی کہ جب تک پیٹ میں کچھ نہ ہو تو آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہوتی ہے۔ کسی نے ایک بھوکے سے پوچھا: ''دو اور دو کتنے ہوتے ہیں''؟ اس نے جواب دیا: ''چار روٹیاں''۔

وجہ یہ ہے کہ جب تک ایک بھوکے کا پیٹ سیر نہیں ہوتا اُسے روٹیوں کی سوچ کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ یہی نہیں یہ بھوک اُسے انسان سے حیوان بنا دیتی ہے۔ اُسے چور، قاتل، ڈاکو، رہزن، جیب کترا، بدمعاش اور نہ جانے کیا کیا بنا کر رکھ دیتی ہے اور اس سے ایسے ایسے جرائم کروا گذرتی ہے کہ اللہ کی پناہ!

اسی حالت کی تصویر ایک نظم کی شکل میں پیش خدمت ہے

بھوک انسان کو حیوان بنا سکتی ہے
بھوک راجہ کو بھی دربان بنا سکتی ہے
بھوک بڑھ جائے تو ہر شخص پریشان ہو جائے
بھوک محلوں کو بھی ویران بنا سکتی ہے
بھوک ایمان کی ہر بات بدل سکتی ہے
بھوک شیطان کی شکلوں میں بھی ڈھل سکتی ہے
ہوتی انسان میں ہے ظلم و ستم کرنے کی بھوک
پیار کر کے اسی سر کو قلم کرنے کی بھوک
بھوک نے پردہ نشینوں کو بھی بازار دیا
بھوک انسان نے انسان کو برباد کیا
بھوکے چہرے پہ بھی بھولے سے ہنسی آتی نہیں
اس کو بے تُکی کی خرافات بھی آتی نہیں

حال ہی میں ایک موقر جریدہ میں رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق ۳ کروڑ معصوم بچوں سمیت دنیا بھر میں کروڑوں انسان فاقے کا شکار ہیں جبکہ دنیا کا ہر ساتواں شخص بھوکا ہے۔ دنیا کے بھوکے بچوں کی تعداد امریکہ کی پوری آبادی سے زیادہ ہے۔ حالت یہ ہے کہ ہر چار سیکنڈ میں ایک شخص بھوک کے ہاتھوں لقمہ' اجل بن رہا ہے، جسے روٹی کا نوالہ میسر نہیں آ رہا ہے وہ موت کا نوالہ بن رہا ہے۔ اٹھارہ ہزار بچوں سمیت ۲۵ ہزار انسان روزانہ مرتے ہیں جبکہ ایک سال میں یہ تعداد ۹۰ لاکھ تک جا پہنچتی ہے' جو کہ ملیریا، کینسر، ایڈز اور دیگر موذی امراض سے مرنے والوں کی تعداد سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

گویا دنیا میں سب سے بڑی بیماری غربت اور بھوک ہے۔ اس جدید ترقی یافتہ دور میں بھی حالت یہ ہے کہ دنیا کے ایک عرب ۲۰ کروڑ انسان یومیہ صرف ایک ڈالر پر گذارا کرتے ہیں۔ ان کی بھوک کی وجہ ظاہر ہے کرپشن ہے' جس کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ اور سرمایہ دارانہ نظام ہے جو کہ امیروں کو امیر تر اور غریبوں کو غریب تر بنا رہا ہے۔ حالانکہ عالمی ادارہ برائے خوراک کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں جو خوراک پیدا ہو رہی ہے وہ تمام دنیا کے انسانوں کے لیے کافی ہے۔ لیکن اس کی غلط تقسیم کی وجہ سے انسانیت بھوک کے ہاتھوں قتل ہو رہی ہے۔ دنیا میں عالمی یوم ماں '' Mothers Day'' تو ہر سال منایا جاتا ہے لیکن دنیا یہ نہیں جانتی کہ دنیا میں ۵۰ لاکھ سے زیادہ مائیں خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اسی غربت اور خون کی کمی کے باعث ۳۰ ہزار مائیں لقمہ' اجل بن جاتی ہیں۔

افسوس وہ لوگ دنیا سے گذر گئے اور ان کی سیرت محض کتابوں کی زینت بن کر رہ گئی جن کا کہنا تھا کہ اگر فرات کے کنارے کوئی بھوکا کتا بھی مر گیا تو مجھے اس کی جوابدہی کرنی پڑے گی۔ لیکن آج تو ماؤں کی گودوں میں معصوم بچے بلک بلک کر مر رہے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ حج کو جا رہے تھے، راستے میں دیکھا کہ ایک بچی نے گندگی کے ڈھیر سے ایک چیز اٹھائی، اور انہیں آتا دیکھ کر بغل میں دبا کر چھپانا چاہا۔ انہیں تجسس ہوا اور بچی سے ماجرا پوچھا: بچی نے پس و پیش کے بعد بتایا کہ اس کے والدین وفات پا چکے ہیں اور وہ اپنے بہن بھائیوں میں بڑی بہن ہے' کئی دن سے ہم بھوکے ہیں، راستے میں ایک مردہ مرغی پڑی تھی جسے میں نے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے اٹھا لیا۔ عبداللہ بن مبارکؒ کو اس وقت انتہائی رنج اور ملال ہوا، انہوں نے اپنے اصحاب سے مشورہ کر کے طے کیا کہ صرف واپسی کے سفر کے لیے زاد راہ رکھ لیا جائے اور باقی رقم بچی کو دے دی جائے چنانچہ انہوں نے لوٹنے کے خرچ کے مطابق رقم نکال لیا اور باقی ساری رقم بچی کے قدموں میں ڈھیر کر دی

بھائیو! ایک دور وہ تھا کہ کسی صحابی نے بکری کی سری اپنے ہمسایے کے گھر بھیجی تو پورے محلّہ میں ایک گھر سے دوسرے گھر ہوتی ہوئی بالآخر انہیں کے گھر واپس پہنچی اور ہر ایک یہی سمجھتا رہا کہ شاید دوسرا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔

ایک حدیث قدسی میں یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ ''اللہ تعالی بروز قیامت بندے سے کہے گا کہ میں فلاں روز بھوکا تھا پیاسا تھا' تم نے مجھے کھلایا پلایا نہیں۔ بندہ حیران ہو کر پوچھے گا کہ بار الہا! تو ان چیزوں سے مبرا ہے۔ تو وہ کہے گا کہ اگر تو میرے فلاں بھوکے پیاسے بندے کی حاجت پوری کرتا تو' تو مجھے اس کے پاس پاتا......''۔

حضرت عمر فاروقؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ جب رعایا کی خبر گیری کے لیے اپنے خادم کے ساتھ بستیوں کا چکر لگا رہے تھے' تو ایک خاتون کے پاس سے آپ کا گذر ہوا جو بھوک سے بلکتے بچوں کو تسلی دینے کے لیے ہانڈی میں پتھر ڈالے اسے آگ پر رکھ کر جوش دے رہی تھی۔ جب عمر فاروقؓ کو خاتون کی مفلسی کا حال معلوم ہوا تو پریشان ہو گئے، فوراً لوٹے اور گندم کی بوری کمر پر لاد کر لے آئے، کھانا بنا کر بچوں کو کھلایا، تب جا کر انہیں سکون ملا۔ آئندہ کے لیے بھی ان کے لیے سرکاری طور پر وظیفہ مقرر کر دیا۔

اعجاز الدین عمری (کویت)

کچھ فلاطون کے بارے میں......

افلاطون قدیم یونان کا مشہور فلسفی تھا۔ اس کی پیدائش ۴۲۷ ق م میں ہوئی، اسے مغربی فلسفیوں کا سرغنہ بھی کہا جاتا ہے بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ مغربی فلسفہ کی بنیادیں افلاطون کے فکری سرمایہ پر رکھی گئی ہے۔ ۳۴۷ ق م میں اس کی وفات ہوئی۔ ذیل میں اس کے کچھ اقوال نقل کئے جا رہے ہیں:

☆ اچھے اور بُرے کی پہچان ہی اصل سعادت ہے

☆ زندگی آرزو کا نام ہے، جس نے آرزو کھو دی اس نے زندگی گنوا دی۔

☆ جب دل کو لمسِ محبت کا ادراک ہوتا ہے وہیں سے شاعرانہ تخیل کا آغاز ہوتا ہے۔

☆ آدمی خود سے بھی شرما جائے...... یہ انتہائے ادب ہے۔

☆ راہِ وفا کا سخت ترین مرحلہ...... اپنے آپ سے وفا کرنا ہے۔

☆ نیک صرف اس آدمی کو کہہ سکتے ہیں جو تکلیفیں سہہ تو لیتا ہے مگر کسی کو تکلیف دینا گوارہ نہیں کرتا۔

☆ عمل کے ساتھ تھوڑا علم، بے عمل کے ساتھ زیادہ علم سے زیادہ سود مند ہے۔

☆ جو دل میں اُٹھتے آرزوہائے لذت کو کچل دیتا ہے اور خواہشوں پر قابو پاتا ہے وہی پاکدامن ہے۔

☆ ہم اگر سوچ نہیں سکتے ہیں تو پاگل ہیں اگر سوچنا نہیں چاہتے ہیں تو متعصب ہیں اور اگر ہم میں سوچنے کی جرأت ہی نہیں ہے تو ہم غلام ہیں۔

☆ کسی کام میں جلد بازی مت کر بلکہ اُسے احسن طریقہ سے انجام دینے کی کوشش کر، لوگ تجھ سے یہ نہ پوچھیں گے کہ اس کام میں کتنا وقت لگا بلکہ ان کی نظر تو صرف اُس کی عمدگی پر ہوتی ہے۔

آدابِ فرزندی

ایک شخص خلیفہ عمر بن الخطابؓ کے پاس آیا اور آپ سے اپنے بیٹے کے نافرمان ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے لڑکے کو بلا بھیجا اور اُسے اپنے باپ کی نافرمانی پر ڈانٹ پلائی۔ اس نے پوچھا: اے امیر المؤمنین کیا باپ کے ذمہ بچوں کا کوئی حق نہیں ہے؟

حضرت عمرؓ نے جواب دیا: ہاں! باپ کے ذمہ بھی اولاد کے بہت سے حقوق ہیں۔

اُس نے پوچھا: کیا اُن میں سے کچھ مجھے بتا سکیں گے؟

حضرت عمرؓ کہنے لگے:...... سب سے پہلے تو باپ اپنے بچوں کے لیے مہذب ماں ڈھونڈ نکالے گا...... جب بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے گا...... اُسے لکھنا پڑھنا سکھائے گا۔

یہ سن کر لڑکے نے کہا:...... ”اے امیر المؤمنین! میرے باپ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا...... اب دیکھئے تو سہی کہ میری ماں ایک حبشی عورت ہے جو کسی آتش پرست کے پاس باندی بن کر تھی...... میرا نام بھی انہوں نے ”جعُورا“ رکھا ہے اور جہاں تک تعلیم کی بات ہے تو انہوں نے مجھے کتاب (قرآن) کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا ہے...... حضرت عمرؓ کا چہرہ بدل گیا...... باپ کی طرف منہ کر کے کہنے لگے: ”کیا تو میرے پاس اپنے بچہ کی نافرمانی کی شکایت لے کر آیا ہے!!؟ حالانکہ پہلے تو خود تم نے اس کے حقوق پامال کئے ہیں۔ اس کے ساتھ بُرے سلوک کا آغاز پہلے خود تم نے کیا اب اگر تمہارے ساتھ اس کا رویہ درست نہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟!...... اقبال نے کیسی پیاری بات بتائی ہے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

وہ بجلی کا کڑکا تھا، مگر......

سلطان بایزید اول سلطنت عثمانیہ کے چوتھے حکمراں رہے ہیں...... کوسووو کی جنگ میں اپنے باپ مراد اول کی شہادت کے بعد ۱۹۷ھ میں آپ تخت نشین ہوئے۔ اس وقت وہ صرف اکتیس برس کے تھے۔ بایزید کے نام سے بادشاہوں میں کپکپی طاری رہتی تھی۔ پورا یورپ بالعموم اور قسطنطنیہ بالخصوص اس نام سے لرزہ براندام رہتا تھا۔ جہاد آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ ”مسیحیوں کے خلاف جنگ کرنا اور انہیں زیر کرنا میرا محبوب ترین مشغلہ ہے“۔ اپنی بارعب اور زور آور شخصیت کی وجہ سے تاریخ میں آپ ”صاعقۂ اسلام“ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نہایت خدا ترس اور عدل پرور حاکم تھے، علماء کا بے حد احترام کرتے اور انہیں قریب رکھتے تھے۔ قوت وہیبت کے باوجود آپ انتہائی تواضع پسند تھے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ کسی معاملہ میں آپ کو گواہ بن کر عدالت میں پیش ہونا پڑا...... عدالت میں لوگوں کا ہجوم لگا ہوا تھا، سب کی نگاہیں دروازے پر لگی ہوئی تھی کہ سلطان عدالت میں حاضری دیں گے بھی یا معذرت کر دیں گے......!؟ مگر لوگوں کی حیرت اس وقت انتہا کو پہنچی جب انہوں نے شاہ سلطنت عثمانیہ، سلطان بایزید کو قاضئ وقت شمس الدین فناری کے سامنے سر جھکائے کھڑا پایا...... قاضی کی حق گوئی دیکھا کی بھی قابل دید ہے۔ ایک نظر بادشاہ پر ڈالی پھر گویا ہوئے:

”اس شخص کی گواہی اس لیے قابل قبول نہیں کہ یہ عامة المسلمین کے ساتھ جماعت میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں حاضری نہیں دیتا اور جو شخص کسی شرعی عذر کے نہ ہونے کے باوجود مسجد میں نماز باجماعت کا التزام نہیں کرتا ـــ اُس کی گواہی میں جھوٹ کا تو بہرحال امکان موجود ہے ......“

حاضرین پر تو قاضی کی یہ باتیں بجلی بن کر گریں...... سبھی دھڑکتے دل کے ساتھ سلطان کو دیکھنے لگتے ہیں...... دست شمشیر پر سپاہیوں کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی ہے...... وہ ایک اشارہ کے منتظر تھے...... کہ قاضی کا سر تن سے جدا کر دیں ......مگر...... دیکھنے والوں نے دیکھا کہ قاضی کی باتیں سن کر سلطان کا سر جھک گیا ہے...... اور پھر وہ عدالت سے باہر چلے جاتے ہیں......! زمانہ...... ایک بار پھر اسلامی اخلاق کا گواہ بن چکا تھا......!

مورخین نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد سلطان بایزید نے اپنے محل کے قریب ایک مسجد تعمیر کروائی تاکہ عام مسلمانوں کے ساتھ جماعت کی نماز میں حاضری دے سکیں...... اللہ اللہ، کیسے لوگ تھے وہ......!

علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ

آپکے مسائل کا حل

قبر پر ہرا پودا نصب کرنا

سوال: کچھ لوگ میت دفن ہونے کے بعد قبر پر املی کا ایک پودا نصب کر دیتے ہیں اور قبر کی بالائی سطح پر جو یا گیہوں کی کاشت کر دیتے ہیں، اس دلیل کی بنا پر کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دو ساتھیوں کی قبر پر ایسا ہی کیا تھا، اس لیے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبر پر املی یا کسی قسم کا درخت لگانا، جو یا گیہوں بونا خلاف شرع ہیں، چونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپکے خلفاء راشدین نے قبروں پر ایسا نہیں کیا ہے، رہا آپ کا شاخ نخل ان

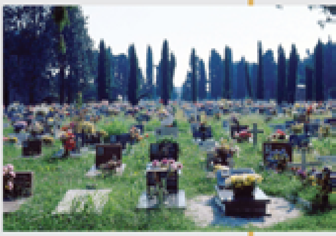

دو قبروں پر گاڑنا جن کے مبتلائے عذاب ہونے کی اطلاع اللہ نے آپ کو دی تھی، تو یہ صرف آپ ہی کے لیے اور اسی دو قبر والوں کے لیے خاص تھا، چونکہ ان کے علاوہ کسی قبر کے ساتھ آپ نے ایسا نہیں کیا اس لیے مسلمانوں کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ تقرب الی اللہ اور حصول ثواب کے لیے ایسی چیزیں ایجاد کر لیں جن کو اللہ نے جائز نہیں قرار دیا ہے، جس کی تائید فرمان رسول ﷺ من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد "جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے موافق نہیں تو وہ مردود ہے" اور فرمان الٰہی ﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ "کیا ان کے ایسے شرکاء ہیں جنہوں نے انکے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے" (الشوریٰ ۲۱) سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید یاد کرکے بھول جانے والے کا حکم

سوال: کیا وہ شخص گنہگار ہوگا جس نے قرآن مجید کو حفظ کیا اور دنیاوی زندگی میں مشغول ہو کر اسے بھول گیا؟

جواب: صحیح بات یہ ہے کہ ایسا آدمی گنہگار نہیں ہوگا، لیکن مسلمانوں کے لیے مشروع ہے کہ یاد کئے ہوئے حصے پر توجہ دے اور اس کا خیال رکھے تاکہ اُسے بھول نہ سکے نبی ﷺ فرماتے ہیں: "اس قرآن کا خیال رکھو اللہ کی قسم! یہ اس سے زیادہ تیزی سے چھوٹتا ہے جتنا کہ اونٹ اپنے بندھن سے چھوٹتا ہے"۔

سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی پر غور کرے اور اس پر عمل کرے جس نے اس پر عمل کیا وہ اس کے حق میں حجت بنے گا اور جس نے اُسے ضائع کر دیا وہ اس کے خلاف حجت بنے گا، حضرت حارث الاشعریؓ کی ایک لمبی حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "قرآن مجید تمہارے حق میں حجت ہے یا تمہارے خلاف حجت ہے"۔

نانی کی وفات کے بعد انکے لیے نیکی کا کام

سوال: میری نانی کا انتقال ہو چکا ہے، وہ میرے لیے اعلی اہمیت کی حامل تھیں، میں انہیں کبھی بھول نہیں سکتا، اس کے واسطے مجھ پر کیا کام واجب ہے جسے پورا کرکے یہ سمجھوں کہ میں نے ان کا معمولی حق ادا کر دیا ہے؟

جواب: آپ کے لیے مشروع ہے کہ ان کے لیے دعا کریں، استغفار کریں، صدقہ کریں، حج اور عمرہ کریں۔ ان تمام کاموں کا فائدہ انہیں پہنچے گا۔ اللہ تعالی آپ کے ان نیک کاموں کو قبول کرے اور آپ کو ان کا بدلہ دے۔ آپ کی نانی کا آپ پر یہ بھی حق ہے کہ اگر انہوں نے کوئی شرعی وصیت کی ہے تو اس کو نافذ کریں، ان کے رشتہ سے جو آپ کے رشتہ دار ہیں (جیسے آپ کے ماموں اور آپ کی خالہ وغیرہ) یا ان کی جو سہیلیاں ہیں ان کی عزت کریں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا: کیا میرے والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے حق میں کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! ان کا جنازہ پڑھنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور ان کے واسطہ سے جو رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا"۔

کفارے تقسیم نہیں ہوتے

سوال: دو گاڑیوں کے درمیان ایکسیڈنٹ ہوا، مقابل گاڑی میں دو شخص سوار تھے اور ٹریفک والوں کی رپورٹ کے مطابق اس حادثہ میں پہلی گاڑی والے کی غلطی ۳۰٪، اور دوسرے کی ۷۰٪، اب پہلی گاڑی والا کفارہ میں دو مہینے لگاتار روزہ رکھے گا یا اپنی غلطی کے تناسب کے مطابق روزے رکھے گا جیسا کہ دیت میں ہوتا ہے؟

جواب: جب قتل خطا میں دو شخص شریک ہوں تو الگ الگ (دو مہینے لگاتار روزے رکھ کر) کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ اہل علم کے بیان کے مطابق کفارے تقسیم نہیں ہوتے۔

خطبہ کے دوران چھینک کا جواب دینا

سوال: خطبۂ جمعہ کے دوران چھینک کا جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: خطبۂ جمعہ کے دوران خاموشی واجب ہے، اس لیے چھینک کا جواب مشروع نہیں ہے، جس طرح نماز کی حالت میں چھینک کا جواب نہیں دیا جاتا، اسی طرح خطبہ کے دوران بھی نہیں دیا جائے گا۔

مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا

سوال: سونے کی کوئی بھی چیز مردوں کے لیے پہننا کیسا ہے؟

جواب: مردوں کے لیے سونے کا استعمال جائز نہیں ہے خواہ وہ انگوٹھی ہو یا گھڑی ہو یا زنجیر ہو، اس کا استعمال گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے اور مردوں کے لیے حرام کیا گیا ہے"۔ اور اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اُسے کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا "آگ کی چنگاری کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہو؟"۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو ہدایت دے اور ہر اس چیز سے بچائے جس میں شریعت اسلامیہ کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

پیارے نبی ﷺ سے محبت

بچو! بھلا کس مسلمان کو پیارے نبی ﷺ سے محبت نہ ہوگی، آخر پیارے نبی ﷺ بھی تو ہم سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ہم کو عذاب جہنم سے بچانے کے لیے آپ نے کتنی تکلیفیں اٹھائی، کتنا مار کھایا، کتنی گالیاں سنیں، لیکن ہمارے آرام کے لیے ہر طرح کی تکلیف سہہ لی۔ ہماری خاطر اپنی نیند خراب کی، رات رات بھر جاگ کر بخشش کی دعائیں کیں۔

پیارے نبی کتنا زیادہ مہربان تھے ہم پر۔ پھر ہم کیوں کر پیارے نبی ﷺ سے محبت نہ کریں۔ بچے، بوڑھے، جوان، سبھی سچے مسلمان پیارے نبی ﷺ سے بڑی محبت کرتے ہیں اور آپ کی شان میں کوئی گستاخی گوارا نہیں کرتے۔

اُس زمانے کی بات ہے جب پیارے نبی ﷺ زندہ تھے۔ دو بچوں کو معلوم ہوا کہ ابوجہل پیارے نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے اور آپ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ پھر کیا تھا دونوں کو تاؤ آگیا۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ چل کر اس مردود کو مار ڈالیں، وہ پیارے نبی ﷺ کو گالی کیوں دیتا ہے۔

اتفاق کی بات اُسی دن بدر کے مقام پر کافروں اور مسلمانوں میں لڑائی کا معرکہ درپیش تھا۔ ان بچوں کو معلوم ہوا کہ ابوجہل وہاں موجود ہے۔ دونوں نے تلوار نکالی اور بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھا: چچا میاں! ذرا بتا دیجئے! ابوجہل کون ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ وہ مردود پیارے نبی ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے اگر ہم اُسے دیکھ لیں تو اُس وقت تک اس سے الگ نہ ہونگے جب تک کہ اُسے ختم نہ کردیں گے۔

اسی اثناء میں ابوجہل گھوڑے پر سوار اپنے ساتھیوں کے درمیان نظر آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: وہ دیکھو! ابوجہل لوگوں کے درمیان گھوڑے پر سوار ہے۔ یہ سنتے ہی دونوں لڑکے دوڑ پڑے اور مجمع میں گھستے ہوئے ابوجہل کے پاس گئے۔ ابوجہل گھوڑے پر تھا۔ بچوں کا ہاتھ اُس تک نہ پہنچ سکا تو ایک لڑکے نے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کیا اور اس کے گرتے ہی دوسرے نے ابوجہل پر وار کیا اور ابوجہل کو زخمی کر دیا پھر ایک صحابی نے اُس کا قصہ ہی چکا دیا۔

ابوجہل کا لڑکا وہیں پر قریب ہی تھا اُس نے ایک لڑکے پر حملہ کر دیا اور اس کے مونڈھے پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ ہاتھ کٹ جانے کے باوجود ابوجہل کو ختم کر دینے پر دونوں لڑکے خوش تھے کہ چلو نبی کو گالی دینے والا تو ختم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو ایسے نیک اور بہادر لڑکوں سے۔

سورہ والعصر کا ترجمہ

قسم ہے زمانے کی گھاٹے میں ہیں سب انسان خسارے میں ٹوٹے میں ہیں
مگر وہ جو قائل ہیں اللہ کے عمل بھی وہ کرتے ہیں اخلاص سے
وصیت بھی کرتے ہیں نیک امر کی وہ کرتے ہیں تلقین بھی صبر کی
یہی ہیں جو گھاٹے میں ہرگز نہیں
یہ ٹوٹے خسارے میں ہرگز نہیں

ماضی کے چند مسلم نامور سائنس داں

(1) ابن بیطار: عظیم مسلم سائنس داں، ماہر نباتات اور دواساز تھے۔

(2) محمد بن جابر البتانی: انہوں نے سورج کی گزرگاہ کے جھکاؤ کی صحیح صحیح پیمائش کی۔

(3) جابر بن حیان: آپ عام طور پر علم کیمیا کے بابائے آدم کے نام سے مشہور ہیں

(4) ابوعبداللہ البتانی: آپ مشہور ماہر ریاضی اور ماہر فلکیات تھے۔

(5) ابن سینا: مشہور ماہر طب ہیں، آپکی کتاب "القانون" طب کی مشہور کتاب ہے

(6) ابوریحان البیرونی: آپ ۱۲ ویں صدی کے مشہور سائنس داں، ماہر طبیعات، ماہر فلکیات، ماہر سماجیات، تاریخ داں، ماہر لسانیات اور ریاضی داں تھے۔

ظریفانہ

ایک دن پاپا نے عقیل کو سمجھایا کہ کوئی بھی چیز زیادہ استعمال کرنے سے کم ہوجاتی ہے۔

دوسرے دن سہیل کو خوب بولتے دیکھ کر عقیل نے اُسے سمجھایا کہ سہیل! زیادہ نہیں بولنا چاہیے نہیں تو باتیں ختم ہوجائیں گی۔

محمد خالد اعظمی (کویت)

توپ وتفنگ کے بعد زندگی معمول کے مطابق

غزہ۔ اسرائیلی حملوں میں جاں بحق فلسطینیوں کی تعداد تیرہ سو پندرہ اور زخمیوں کی تعداد ساڑھے پانچ ہزار سے زائد ہے۔ اقوام متحدہ کے اندازے کے مطابق کم از کم پچاس ہزار آٹھ سو فلسطینی اپنے گھروں سے محروم ہو گئے ہیں جبکہ دس لاکھ افراد بجلی اور چار لاکھ سے زیادہ افراد پانی جیسی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ غزہ کی تعمیر پر اربوں ڈالر خرچ ہونگے۔ غزہ کے علاقوں کی عمارتیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ غزہ کسی بہت بڑے زلزلے کا شکار ہوا ہے۔

پوپ کی جانب سے غزہ میں تشدد کی مذمت

ویٹیکن سٹی (روم)۔ پوپ بینڈ یکیٹ نے غزہ پر جارحانہ کاروائیوں کی مذمت کی جن میں سیکڑوں بے قصور افراد ہلاک ہوئے۔ ہفتہ وار دعائیہ اجتماع کے بعد پوپ نے سینٹ پیٹرس اسکوائر میں عوام سے بحران کے خاتمہ کی کوششوں کی کامیابی اور خطہ میں مستقل امن کے قیام کی دعائیں مانگنے کی درخواست کی۔

غزہ جنگ میں ساڑھے تین لاکھ بچے ذہنی، سماجی، اور نفسیاتی مریض

لندن۔ برطانوی اخبار ''دی گارڈن'' لکھتا ہے کہ غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے دوران تین لاکھ پچاس ہزار بچے نفسیاتی، ذہنی اور جسمانی طور پر متاثر ہوئے ہیں، اور غزہ کے اسپتالوں میں جنگ سے متاثرہ بچوں کی ایک بڑی تعداد زیر علاج ہے جو نفسیاتی اور ذہنی طور پر بُری طرح متاثر ہیں۔

گارڈن نے مزید لکھا ہے کہ اسرائیل کی غزہ میں مسلط جنگ کے دور رس منفی اثرات طویل مدت تک رہیں گے، کیونکہ جنگ کی تباہ کاریوں اور خون کی بہتی ندیوں کی جو تصویر ان ننھی منی آنکھوں میں بس گئی ہے اسے مٹنے طویل مدت درکار ہوگی۔ جنگ سے جسمانی طور پر متاثر ہونے والے بچے شاید جلدی صحت یاب ہو جائیں لیکن نفسیاتی اور ذہنی طور پر مفلوج ہونے والے بچوں کا علاج کافی حد تک مشکل دکھائی دیتا ہے۔

اوباما کا خط اپنی بچیوں کے نام

واشنگٹن۔ بارک حسین اوباما نے وہائٹ ہاؤس میں داخلہ سے قبل ایک باپ کی حیثیت سے اپنی دس سالہ بچی مالیا اور سات سالہ بچی ساشا کو ایک خط روانہ کرتے ہوئے خاندان کے نئے سفر اور ان کی جانب سے موجودہ راستہ کے اختیار کرنے کی وجوہات کی وضاحت کی ہے۔ اوباما نے اپنے مکتوب میں بتایا کہ میں ''چاہتا ہوں کہ تم اپنے خوابوں میں بیحد پروان چڑھو۔ کوئی بھی کارنامہ تمہاری رسائی سے باہر نہ ہو''۔ انہوں نے بتایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی لڑکیاں ہمدرد، پابند عہد خواتین بنیں' جو اپنے عالم کی تعمیر میں معاونت کرسکیں۔ اوباما نے بتایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہر بچہ علم حاصل کرے، خواب دیکھے، پڑھنے اور پنپنے کے لیے ویسے ہی مواقع حاصل ہوں جیسے تمہیں حاصل ہیں۔

دس فیصد بچوں کا تعلق مخلوط نسل کے خاندانوں سے ہے

لندن۔ برطانیہ میں ہر دس میں سے ایک بچے کا تعلق مخلوط نسل کے حامل خاندان سے ہے۔ تحقیقاتی رپورٹ میں یہ پیشین گوئی بھی کی گئی ہے کہ اگر مخلوط نسل کے بچوں کی تعداد میں اضافہ اسی طرح جاری رہا تو کچھ ثقافتی اقلیتیں شاید نابود ہو جائیں۔ ریسرچ سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۶ سال سے کم عمر کے افراد میں سے ۲۰ فیصد کا تعلق ثقافتی اقلیتوں سے ہے جبکہ مجموعی آبادی میں ایسے افراد کی شرح ۱۵ فیصد ہے۔ تحقیق کے مطابق ۱۶ سال سے کم عمر کے بچوں میں سے ۳ فیصد مخلوط نسل کے حامل ہیں۔ بالغ افراد میں یہ شرح صفر اعشاریہ ۵ فیصد جبکہ ۱۶ سال سے کم عمر کے افراد میں سے ۱۰ فیصد ایسے ہیں جن کا تعلق مخلوط سیاہ فام یا ایشیائی پس منظر رکھنے والے خاندانوں سے ہے۔

۶۵ لاکھ کمپیوٹروں پر وائرس کا حملہ

لاس اینجلس۔ جنوری کے پہلے ہفتہ میں ۶۵ لاکھ سے زائد کمپیوٹروں کو وائرس کا شکار ہونا پڑا۔ ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ ۴ برسوں میں کمپیوٹروں پر وائرس کے حملے میں تیزی آئی ہے، حالانکہ کمپیوٹر کا استعمال کرنے والے لوگ وائرس حملے سے بچنے کے لیے مختلف سافٹ ویئر کا استعمال کرتے ہیں۔

عراق میں دنیا کی سب سے بڑے امریکی سفارتخانہ کا افتتاح

بغداد۔ امریکہ نے بغداد میں اپنے نئے سفارتخانہ کی عمارت کا افتتاح کیا۔ جو دنیا کی سب سے بڑی امریکی ایمبیسی ہے، جس کی تعمیر پر ۵۹۲ ملین ڈالر خرچ آئے ہیں۔

میرا گردہ واپس کرو

امریکہ۔ امریکہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینے والے ایک ڈاکٹر نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کی بیوی یا تو شوہر کا عطا کیا ہوا گردہ اسے واپس کرے یا پھر پندرہ لاکھ ڈالر کا زرتلافی ادا کرے۔ ڈاکٹر رچرڈ باتسٹا نے آٹھ برس قبل اپنی بیوی ڈانل کی جان بچانے کے لیے انھیں اپنا گردہ بطور عطیہ دیا تھا۔ لیکن ان کی بیوی نے ان کے گردے کے عطیہ کے بدلے یہ صلہ دیا کہ ان سے دھوکہ کیا اور کسی سے تعلقات استوار کر لیے اور اب طلاق مانگ رہی ہے۔

افریقی ملک موزامبیک افلاس کا شکار

موزامبیک۔ جنوب افریقی ملک موزمبیک جو دو کروڑ نوے لاکھ آبادی پر مشتمل ہے۔ جس کے ۱۸ فیصد لوگ مسلمان ہیں اس وقت اس کے نصف باشندے خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ یہاں ایک لاکھ افراد پر اوسطاً ۳ ڈاکٹر ہیں یعنی پورے ملک میں تقریباً ۹۰۰ ڈاکٹر ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں پیدا ہونے والے فی ۱۰۰۰ بچوں میں سے ۱۲۶ موت کے منہ چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ۵ سال سے کم عمر کے فی ۱۰۰۰ بچوں پر ۱۳۸ کی اموات کا اوسط ہے جبکہ اس ملک کی آبادی کا ۴۲٫۱۸ فیصد بچے ہیں اور ان میں ۲۴ فیصد اوسط وزن سے کم ہیں۔ موزامبیک کے ۱۲٫۵ فیصد لوگ ایڈس میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ یہاں عمر کا اوسط صرف ۴۲٫۸ سال ہے۔

زمبابوے نے ۱۰ ارب ڈالر مالیت کا نیا کرنسی نوٹ جاری کیا

ہرارے۔ زمباوے کے مرکزی بینک نے دس ارب ڈالر مالیت کا نیا کرنسی نوٹ جاری کیا ہے۔ جس کی مالیت پچیس امریکی ڈالر کے برابر ہے۔ زمباوے کی حکومت اس سے قبل دس کروڑ اور پچاس کروڑ ڈالر مالیت کا کرنسی نوٹ بھی جاری کر چکی ہے۔ زمباوے میں افراط زر کی شرح لاکھوں فیصد بڑھ چکی ہے اور ایک دن میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں کئی مرتبہ ردوبدل ہوتا ہے۔

غزلیں

جب کام ڈھونڈنے سے نہ پایا غریب نے
بچوں کو خالی پیٹ سلایا غریب نے
راتوں کی نیند اڑ گئی فاقوں کے خوف سے
غارت سکون کرکے کمایا غریب نے
مشکل سے جب گذر بسر کرنے کے آئے دن
محنت کے بل ذمہ نبھایا غریب نے
بچوں کو جب کھلا کے نہ بچتا تھا کچھ کبھی
بھوکے ہی پیٹ خود کو سلایا غریب نے
آنکھوں کا نور آنکھیں دکھانے لگا تھا جب
آنکھوں کا نور رو کے گنوایا غریب نے
مقروض ہو چکا تھا وہ اولاد کے لیے
اس طرح گھر کا خرچ چلایا غریب نے
لوٹا سکا نہ قرض وہ ایوبؔ جس گھڑی
پھندا گلے میں چپ کے لگایا غریب نے

ایوب قاسم کرجیکر (کویت)

زندگی اک صلیب ہے ساقی
موت اپنا نصیب ہے ساقی
شور سا ہے سکوت زنداں میں
شب ظلمت مہیب ہے ساقی
لوگ پتھر کو پھول کہتے ہیں
شہر کتنا عجیب ہے ساقی
دل کی دھڑکن سنائی دیتی ہے
کون اتنا قریب ہے ساقی
اک تبسم بھی جس کے پاس نہیں
آدمی وہ غریب ہے ساقی
کوئی عیسیٰ نظر نہیں آتا
ہر قدم اک صلیب ہے ساقی
ظلم کی ایک حد تعین ہے
نصرتِ حق قریب ہے ساقی

صابرؔ عمر گالسولکر (کویت)

دوستی اچھی ہے تیری دُشمنی اچھی نہیں
تجھ سے مل کر میں نے سمجھا بے رخی اچھی نہیں
تیری خاطر مٹ نہ جائے ساری دُنیا، دیکھنا
اس قدر بھی پیار میں جادوگری اچھی نہیں
برق گر کر آشیاں کو روشنی دے گی مگر
خاک کردے آشیاں کو وہ روشنی اچھی نہیں
میں اگر کچھ بھی نہیں کہتا ہوں تو بس اس لیے
آدمی کی آدمی سے دُشمنی اچھی نہیں
کیا کروں میں دل کو ہے اظہار اُلفت سے گریز
عقل کہتی ہے کہ عالمؔ خامشی اچھی نہیں

افروز عالمؔ (کویت)

IPC کے شب وروز

نومسلم بھائیوں کے حج کا چودھواں قافلہ

حسب سابق امسال 130 نومسلم بھائیوں پر مشتمل IPC کا 14 واں قافلۂ حج تجربہ کار دعاۃ اور ذمہ داروں کی زیرنگرانی فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد بسلامت کویت پہنچ گیا۔ ۱۵ روزہ یہ قافلۂ حج مختلف ایمانی، تربیتی اور ثقافتی پروگراموں پر مشتمل رہا، احرام، طواف اور وقوف عرفہ کے موقع سے نومسلم بھائیو کے احساسات وجذبات ہمارے ایمان میں اضافہ کرنے کا باعث ہیں، ان میں سے چند کے احساسات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے:

☆''مجھے لباس احرام زیب تن کرتے وقت ایسا لگ رہا تھا گویا میں نئی زندگی میں داخل ہو چکا ہوں'' (احمد ابراہیم اورمیو)

☆''مجھے حج میں اخوت ومساوات کے حقیقی مظاہر دیکھنے کو ملے...... جب میری پہلی نظر کعبہ پر پڑی تو میں اس پاک سرزمین کو دیکھ کر خوشی کے آنسو رونے لگا......'' (جعفر علی)

☆''جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے اپنے اندر ایک طرح کے نقص کا احساس پاتا ہوں، حج کے احرام میں داخل ہونے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ اللہ تعالی کی عظمت وکبریائی کے سامنے انسان کی کوئی حیثیت نہیں'' (عبدالرحمن بکیر سامی)

☆''میں نے حج میں ایک ایک قدم پر توحید کا سبق سیکھا ہے، بالخصوص جب میں نے تلبیہ پر غور کیا تو پایا کہ انسان کو ہمیشہ اپنے خالق سے مانگنا چاہیے اور اسی کو اپنے نفع ونقصان کا مالک سمجھنا چاہیے۔ میں نے حج کے اس سفر میں اللہ تعالی سے اہل وعیال کی ہدایت اور ایمان پر اپنی ثابت قدمی کی خوب خوب دعائیں کی''۔ (ابراہیم تھوماس)

قبرستان کی زیارت

IPC سیٹی شاخ کے زیراہتمام ہندی داں نومسلم بھائیوں کے ایمان کو جلا بخشنے کے لیے صلیبخات کے قبرستان کی زیارت کا پروگرام رکھا گیا جہاں انہوں نے نماز جنازہ کی ادائیگی اور تدفین سے متعلقہ امور کو عملی شکل میں سیکھا۔ شرکاء کی مجموعی تعداد ۱۲ تھی، ہندی زبان کے داعی محمد شاہنواز نے صلیبخات کی مسجد میں نومسلموں کو خطاب فرمایا جس میں انہوں نے بتایا کہ ''موت ایک اٹل حقیقت ہے اور موت کے بعد انسان اہل وعیال اور مال ودولت کو دنیا ہی میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے' اس کے ساتھ صرف اسکے اعمال جاتے ہیں، لہذا ہمیں ہمیشہ موت کو یاد کرتے رہنا چاہئے'' انہوں نے اپنے خطاب میں اس نکتے کی بھی وضاحت کی کہ زیارت قبور سے آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے۔

جمال الشطی ڈنمارک میں

IPC کے معاون جنرل ڈائرکٹر محترم جمال ناصر الشطی نے ڈنمارک کے نومسلم برادران کے پہلے اجتماع میں شرکت کی، حضور پاک ﷺ کا اہانت آمیز کارٹون منظر عام پر آنے کے بعد یہ پروگرام اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام رہا۔ آپ نے ڈنمارک میں اپنے تین روزہ قیام کے دوران مختلف نومسلم بھائیوں سے ملاقاتیں کی اور انکے جذبات واحساسات سے متعارف ہوئے۔

آپ کو بتایا گیا کہ اہانت آمیز کارٹون کے شائع ہونے کے بعد ڈنمارک کا پورا ماحول بدل گیا، سارے مسلمانوں نے متحد ہوکر اس حرکت کی مذمت کی، غیر مسلموں میں کتابیں پمفلٹس اور مصاحف تقسیم کئے کیونکہ ڈنمارکیوں کے ذہن ودماغ میں ہمیشہ یہ سوالات گردش کرنے لگے تھے کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں؟ قرآن کیا ہے؟ محمد کون ہیں؟ اور الحمدللہ ان دعوتی کتابوں کے نہایت اچھے اثرات مرتب ہوئے

شطی نے مزید بتایا کہ **اہانت آمیز کارٹون کے منظرعام پر آنے کے بعد سے اب تک ۱۵ ہزار ڈنمارکی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔**

ماہنامہ ''مصباح'' اردو
کویت سے شائع ہونے والا ایک تربیتی ودعوتی مجلّہ ہے

جس میں ہر ماہ

تارکین وطن کے دینی ذوق کی تسکین کے لیے متنوع کالمز کے تحت مضامین شائع ہوتے ہیں

اِسے

☆ خود پڑھیں......

☆ اپنے احباب کو پڑھائیں......

☆ اردو خواں حضرات تک پہنچانے میں ہمارا تعاون کریں......

ہمیں آپکے قیمتی آراء، گرانقدر مشوروں اور مفید تجاویز کا انتظار ہے۔